تنظیم اسلامی کا ترجمان

07

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

6 تا 12 ربیع الثانی 1440ھ / 12 تا 18 فروری 2019ء

ایمان کا تقاضا: احتساب

''خسران سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ آدمی باقاعدگی سے اپنا احتساب کرتا رہے۔ ہر نماز کے بعد اور ہر دن کو ختم کرنے پر وہ یہ دیکھے کہ کسی ادنیٰ رفتار سے بھی عقائد میں، عبادات میں، اخلاق میں، تحریکی جدوجہد میں، فریضۂ سمع وطاعت میں، دعوتِ حق کے پھیلانے میں پسپائی تو نہیں ہو رہی؟ فخر وریا اور شہرت طلبی اور مفاد پسندی کی منحوس پرچھائیاں تو ذہن پر نہیں پڑ رہیں؟

خرابی جب آتی ہے تو چوروں کی طرح دم سادھے ہمارے حریم ذات میں داخل ہوتی ہے اور پھر آہستہ آہستہ غیر محسوس طور پر اپنا زہر پھیلاتی ہے۔ آدمی نفس اور ماحول کے دباؤ سے بعض اُمور میں ہلکی ہلکی تاویلیں کرتا ہے اور انحرافی طرزِ عمل اختیار کرنے کے لیے خاصے دلائل جمع کرتا ہے، تاکہ اپنے ضمیر اور بیرونی ناقدین ومعترضین کا مقابلہ کر سکے۔ تاویلوں کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اُصول وحدود اور مقاصد و غایات اور اخلاقی شعائر کی جو لکیریں کتاب وسنت کی روشنی میں بہت سوچ سمجھ کر لگائی گئی تھیں اور جن کی سال ہا سال تک پاسداری کی جاتی رہی ہے، انہیں ذرا آگے پیچھے کیا جا سکے۔ بس ایک دفعہ اگر کسی گوشے میں یہ عمل کامیاب ہو جاتا ہے تو پھر دوسرے گوشوں میں بھی ایسا ہونے لگتا ہے۔ پہلے اگر پسپائی یا انحراف کا عمل انچ کے دسویں حصے تک محدود تھا تو کسی دوسرے مرحلے میں پورے انچ کا فرق پڑ جاتا ہے اور بعد ازاں کسی اور موقع پر فٹ بھر کا اور آگے چل کر میل بھر کا! تاریخ میں انسانی کردار کے لیے سنت اللہ یہی ہے کہ جو تھوڑا سا آگے بڑھنے کے لیے زور لگاتا ہے، اسے زیادہ پیش قدمی کے لیے حالات مہیا کیے جاتے ہیں۔ اسی طرح جو قدم کو پیچھے ہٹاتا ہے اس کو مزید پیچھے ہٹانے والے حالات پیش آتے ہیں۔ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی

اس خطرے سے تحفظ صرف احتساب میں ہے۔ احتساب کرتے ہوئے ہمیشہ اپنے اوّلین طے کردہ حدود و قیود کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ پھر دیکھنا چاہیے کہ ان خطوط وحدود میں کیا تبدیلی کی گئی۔ یوں بھی سوچا جا سکتا ہے کہ کل تک کسی معاملے میں التزام اور کسی غلط چیز سے اجتناب اور کسی خاص رویے کی پسند وناپسند کے بارے میں ایک شخص (یا سارا گروہ) کہاں قدم جمائے ہوئے تھا اور آج کہاں ہے!

نعیم صدیقیؒ

اس شمارے میں

اداریہ
افغان باقی کوہسار باقی......

فلاح کے تقاضے

مطالعۂ کلام اقبال (105)

امریکہ طالبان مذاکرات اور......

پائیدار آزادی

کشمیر کانفرنس

حضرت سلیمان علیہ السلام کا فہم اور حضرت داؤد علیہ السلام کی خوش الحانی

سُوْرَۃُ الْاَنْبِیَاۗءِ | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 79، 80

فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ۡ وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۭ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝۷۹ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ۝۸۰

آیت ۷۹ ﴿ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ ﴾ ''تو ہم نے فہم عطا کر دیا اس (فیصلے) کا سلیمانؑ کو۔''

فیصلے کے وقت حضرت سلیمان علیہ السلام بھی شہزادے کی حیثیت سے دربار میں موجود تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مقدمے کا ایک حکیمانہ حل ان کے ذہن میں ڈال دیا۔ چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس مسئلے کا حل یہ بتایا کہ بکریاں عارضی طور پر کھیتی والے کو دے دی جائیں' وہ ان کے دودھ وغیرہ سے فائدہ اٹھائے۔ دوسری طرف بکریوں کے مالک کو حکم دیا جائے کہ وہ اس کھیتی کو دوبارہ تیار کرے۔ اس میں ہل چلائے' بیج ڈالے' آبپاشی وغیرہ کا بندوبست کرے۔ پھر جب فصل پہلے کی طرح تیار ہو جائے تو اسے اس کے مالک کے سپرد کر کے وہ اپنی بکریاں واپس لے لے۔

﴿ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ۡ ﴾ ''اور ہر ایک کو ہم نے حکم اور علم عطا کیا تھا۔''

﴿ وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۭ ﴾ ''اور ہم نے مسخر کر دیا تھا داؤدؑ کے ساتھ پہاڑوں کو جو تسبیح کرتے تھے اور پرندوں کو بھی (مسخر کر دیا تھا)۔''

حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز بہت اچھی تھی۔ اسی لیے لحن داؤدی کا تذکرہ آج بھی ضرب المثل کے انداز میں ہوتا ہے۔ چنانچہ جب حضرت داؤد علیہ السلام اپنی دلکش آواز میں زبور کے مزامیر (اللہ کی حمد کے نغمے) الاپتے تو پہاڑ بھی وجد میں آ کر آپؑ کی آواز میں آواز ملاتے تھے اور اڑتے ہوئے پرندے بھی ایسے مواقع پر ان کے ساتھ شریک ہو جاتے تھے۔

﴿ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝۷۹ ﴾ ''اور یہ سب کچھ کرنے والے ہم ہی تھے۔''

ظاہر ہے یہ سب اللہ ہی کی قدرت کے عجائبات تھے۔

آیت ۸۰ ﴿ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ ﴾ ''اور ہم نے انہیں تمہارے لیے لباس کی صنعت سکھائی''

یہاں لباس سے مراد جنگی لباس یعنی زرہ بکتر ہے۔ گویا زرہ حضرت داؤد علیہ السلام کی ایجاد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے لوہے کو نرم کر دیا تھا اور انہیں یہ ہنر براہِ راست سکھایا تھا۔

﴿ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ۝۸۰ ﴾ ''تاکہ وہ تمہیں بچائے تمہاری جنگ سے' تو کیا تم شکر گزار بنتے ہو؟''

جنگ کے دوران زرہ بکتر تلوار' نیزے اور تیروں سے ایک سپاہی کی حفاظت کرتی ہے۔

فرمان نبوی

کتاب وسنت کا مقام

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهُدٰى هُدٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) (رواہ مسلم کتاب الجمعۃ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین کلام اللہ کی کتاب ہے اور سب سے اچھا طریقہ وہ ہے جسے محمد ﷺ نے پیش کیا ہے۔''

تشریح: یعنی قرآن اور سنت سے زندگی بسر کرنے کا جو طریقہ ثابت ہے اسے اختیار کرو۔ دنیا اور آخرت میں کامیابی اور فلاح کی راہ وہی ٹھیک ہے جسے اللہ نے اپنی کتاب میں پیش کیا ہے اور سیدنا محمد ﷺ نے اپنی حیات دنیوی میں جس کے نقوش ثبت کیے ہیں۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی راہنمائی کے لیے نہایت اعلیٰ درجہ کے اصول بتائے۔ اس طرح نبی ﷺ نے زندگی بسر کرنے کا جو طریقہ اختیار فرمایا وہ نہایت معتدل، معقول اور فطرت انسانی کے عین مطابق ہے۔

ہمیں اِدھر اُدھر بھٹکنے کی بجائے قرآن و سنت کے مطابق زندگی گزارنی چاہیے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

افغان باقی کوہسار باقی......

افغانستان کی صورتِ حال لحہ بہ لحہ بدل رہی ہے۔ پاکستان میں اسلامی ذہن رکھنے والے لوگ شاداں وفرحاں ہیں۔ اُنہیں افغان طالبان فاتح اور امریکہ بمعہ نیٹو شکست سے دوچار ہوتا نظر آرہا ہے۔ اور ایسا نہیں ہے کہ یہ ایک فریق کا گمان ہے۔ فریق مخالف بھی کچھ اسی قسم کے خیالات کا اظہار کر رہا ہے۔ واشنگٹن پوسٹ جیسا اخبار بھی Big Breakthrough in Afghanistan endgame with Afghan Taliban emerging Victorious کی طرح کی شہ سرخیاں لگا رہا ہے۔ وائس آف امریکہ بھی اِسی نوعیت کا ماتم کر رہا ہے۔ لیکن مسلمانوں میں باریک بینی سے حالات کا جائزہ لینے والے یہود ونصاریٰ کی تاریخ سے واقفیت رکھنے والے اور موجودہ مغرب کی ذہنیت کو سمجھنے والے اگرچہ خوشی اور شادمانی کا اظہار بھی کر رہے ہیں، لیکن وہ سمجھتے ہیں کہ فی الحال سب اچھا سمجھنا بھی اگر غلط نہیں تو قبل از وقت ضرور ہے۔

محترم قارئین! ایک بات تو اچھی طرح سمجھ لیں کہ قوم پرستی نے کفر کے ذہن میں یہ بات ٹھونک ٹھونک کر بٹھادی ہے کہ ملک وقوم ایمان کا حصہ ہے لہٰذا اگر ملکی وقومی مفاد کا مسئلہ ہو تو جائز وناجائز کا جائزہ لینا، حق ناحق کی بات کرنا، ملکی اور قومی مفاد کو ایک طرف رکھ کر سوچنا حماقت ہی نہیں گناہ کبیرہ بھی ہے۔ اپنے قومی مفاد کے لیے جھوٹ بولنا، دغا دینا اور وعدہ خلافی کرنا بنیادی حق ہی نہیں قومی فریضہ بھی ہے۔ اس حوالے سے ماضی بعید کی ہی نہیں ماضی قریب سے بھی بہت سی مثالیں مل جائیں گی۔ صورتِ حال یہ ہے کہ افغان طالبان کے ساتھ مذاکرات بھی چل رہے ہیں اور ساتھ ساتھ Think Tanks میں سوچ بچار بھی ہے کہ کہاں کیا داؤ چلنا ہے۔ زلمے خلیل زاد جیسے مسلم اور اسلام دشمن انسان کو آگے کرنے سے امریکہ کے مذموم عزائم کی جھلک دکھائی دے رہی ہے۔ اگرچہ افغانستان جیسے گوند کے تالاب سے نکلنے کی کوشش بھی جاری ہے، لیکن دجل وفریب سے بھرپور سفارت کاری بھی جاری ہے۔ آگے بڑھنے سے پہلے ہمیں مذاکرات میں امریکہ کی طرف سے کیے جانے والے مطالبات کو سرسری نگاہ سے دیکھنا ہوگا۔ امریکہ افغانستان میں بگرام اور شوراباک کے اڈے قائم رکھے گا۔ کم از کم تعداد میں امریکی فوجی افغانستان میں موجود رہیں گے۔ افغان طالبان امریکہ کو یہ گارنٹی دیں گے کہ افغانستان کی سرزمین سے دوسرے ملکوں پر حملے نہیں کیے جائیں گے۔ اشرف غنی کی کٹھ پتلی حکومت کو مذاکرات میں فریق بنایا جائے گا۔ سوال یہ ہے کہ امریکی اڈے اور فوجی اگر افغانستان میں موجود رہیں گے تو افغان طالبان کی حکومت کس طرح آزادانہ کام کر سکے گی۔ پھر یہ کہ طالبان کی حکومت کے خلاف سازش بھی کتنی آسان ہو جائے گی۔ یہ بات بھی سمجھنے کی ہے کہ افغانستان میں امریکہ مخالف حکومت قائم ہو جانا صرف مسئلہ نہیں ہے۔ درحقیقت

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

6 تا 12 ربیع الثانی 1440ھ جلد 28
12 تا 18 فروری 2019ء شمارہ 07

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
"دارالاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 79-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 15 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......600 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا------------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

سرمایہ دارانہ نظام کو بچانا اصل ہدف ہے۔ اسلامی نظریہ اور اسلامی نظام کے ثمرات سے یہ شدید خطرہ ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام جو بدترین استحصالی نظام ہے، اس پر تیشہ بن کر گر سکتا ہے کیونکہ نظریات سرحدوں کے پابند نہیں ہوتے۔ اُسے پھیلنے کے لیے ویزہ کی ضرورت نہیں ہوتی، وہ ہوا کی طرح ہوتے ہیں اور افراد اور جماعتوں کے قلوب واذہان میں یوں گھس جاتے ہیں جیسے ہوا ناک اور منہ کے ذریعے جاندار کے جسم میں داخل ہو جاتی ہے۔ لہٰذا امریکہ آخری وقت تک کوشش کرے گا کہ میدان میں ہاری ہوئی جنگ مذاکرات کی میز پر جیت لی جائے۔

ایک ملک اگر اسلامی فلاحی ریاست بن جاتا ہے، ایک مثال قائم ہو جاتی ہے تو دوسرے ممالک بھی متاثر ہو سکتے ہیں اور بات مسلمانوں کی مرکزیت اور نظامِ خلافت کی طرف چل پڑتی ہے تو اِس سے امریکہ اور مغرب کی سپر میسی ہی نہیں اُن کی بقا اور سلامتی کو بھی خطرہ لاحق ہو جائے گا۔ امریکہ کا افغانستان میں ملا عمر کی اسلامی حکومت کو ختم کر کے وہاں قبضہ کرنا کثیر المقاصد تھا۔ امریکہ دیکھ رہا تھا کہ اقتصادی جن بن جانے والا چین عسکری لحاظ سے بھی روز بروز طاقتور ہو رہا ہے، وہ بتدریج پاؤں جما رہا ہے۔ وہ سمجھتا ہے اس حوالے سے وہ پہلے ہی بہت تاخیر کر چکا ہے۔ چین اگر یونہی ہر سمت سے بڑھتا رہا تو آنے والے وقت میں اُس کی عالمی شہنشاہیت کو چیلنج کر دے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ چین اُس کی عالمی شہنشاہیت کو چیلنج کر چکا ہے۔ امریکہ Containment of China کی پالیسی میں بھارت کو اپنا حلیف بنا چکا ہے۔ پاکستان خاص طور پر افواج پاکستان جب مکمل طور پر امریکہ کا دم بھرتی تھیں، امریکہ افغانستان پر قبضہ جما کر پاکستان کو چین کے محاصرے کے لیے گن پوائنٹ پر اپنا حلیف بنانا چاہتا تھا۔ پھر یہ کہ پاکستان اسلامی ملک ہونے کے باوجود ایٹمی صلاحیت حاصل کر چکا تھا جو امریکہ کے لے پالک اسرائیل کے لیے خطرناک ثابت ہوسکتی تھی۔ افغانستان پر مکمل قبضہ کر کے امریکہ پاکستان کی بغل میں موجود رہتا جس سے امریکہ کے لیے پاکستان کو ایٹمی صلاحیت سے محروم کرنا کچھ مشکل نہ ہوتا۔

امریکہ کا افغانستان پر قبضہ کرنے کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ وسطی ایشیا کی ریاستیں جو تیل اور دوسری معدنیات سے مالا مال ہیں، اُن کے وسائل کو ہڑپ کیا جائے۔ چین اور روس چونکہ زمینی لحاظ سے اِس علاقے کی قوتیں تھیں، وہ کسی وقت اِن وسائل پر قبضہ کر سکتی تھیں یا علاقائی حکومتوں کے ساتھ مل کر اُن کے وسائل سے فائدہ اُٹھا سکتی تھیں۔ لیکن امریکہ کی افغانستان میں موجودگی نے چین اور روس کے لیے یہ کام تقریباً ناممکن بنا دیا۔ قارئین! اندازہ کریں کہ افغانستان پر قبضہ کرنا امریکی نقطۂ نظر سے کس قدر اہم تھا۔ اگر امریکہ افغانستان پر بلاشرکت غیرے مکمل طور پر قابض ہو جاتا اور افغانستان اُس کی طفیلی ریاست بن جاتی تو یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ صدیوں امریکہ کی عالمی شہنشاہیت کو کوئی خطرہ لاحق نہ رہتا۔

ہم اپنے قارئین کی خدمت میں عرض کرنا چاہتے ہیں کہ افغان طالبان نے افغانستان سے امریکہ کے قدم اُکھاڑ کر صرف افغانستان کی آزادی یقینی نہیں بنائی بلکہ تمام علاقائی قوتوں، خاص طور پر پاکستان پر احسانِ عظیم کیا ہے۔ البتہ ہم یہاں یہ عرض کیے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اگرچہ جنرل مشرف نے امریکہ کا فرنٹ لائن ساتھی بن کر ملتِ اسلامیہ سے غداری کا ارتکاب کیا تھا لیکن مشرف ہی کے دور سے ہماری فوج کے قابل ذکر حصے کا افغان طالبان سے تعلق رہا۔ مشرف کے بعد یہ کام منظم انداز میں ہوا۔ اس کا بڑا واضح ثبوت یہ ہے کہ افغان طالبان پاکستان کی مقتدر قوتوں کو کیوں اہمیت دیتے ہیں، اگر ہم اُن کے کسی بھی کام نہ آئے ہوتے تو وہ ہمیں فوری رد کر دیتے۔ جیسے افغانستان کی کٹھ پتلی حکومت کو رد کرتے ہیں۔ کاش مشرف بزدلی اور بے حمیتی کا مظاہرہ نہ کرتا تو اچھے نتائج شروع ہی میں ظاہر ہو جاتے۔ امریکہ کے اِس الزام میں کچھ نہ کچھ حقیقت ہے کہ اُسے پاکستان کی وجہ سے شکست ہوئی۔ سیدھی سی بات ہے کہ پاکستان اپنے ظاہری دوست اور حقیقی دشمن کو اپنے سر پر کیوں سوار کرتا؟

آخر میں دو باتیں عرض کرنا بہت ضروری ہیں پہلی یہ کہ امریکہ کی ذلت آمیز شکست اور افغان طالبان کی متوقع فتح صرف اللہ کے فضل اور اُس کی مدد سے ہوئی۔ پاکستان کے حکمران اِس تاریخی واقعہ سے سبق سیکھیں۔ صرف اسلحہ اور جنگی قوت پر انحصار نہ کریں بلکہ ذہنی، قلبی اور عملی طور پر اللہ پر انحصار کریں۔ اللہ سے مدد مانگیں اور رسول ﷺ کا اتباع کریں۔ ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ اس صورت میں پاکستان سیاسی استحکام حاصل کرے گا۔ سودی اور غیر اسلامی معیشت سے نجات حاصل کرے گا۔ علاوہ ازیں معاشرتی برائیوں میں ملوث ہونے سے بچ جائے گا لہٰذا ایک صالح معاشرہ تشکیل پا جائے گا اور اسلامی فلاحی ریاست کا قیام ممکن ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ گویا افغان طالبان پاکستان کو سیکولرازم کی لعنت سے نجات دلانے اور اسلامستان بننے میں معاون اور مددگار ثابت ہوں گے۔ افغان باقی کوہسار باقی الحکم للّٰہ الملک للّٰہ۔ اللہ ہمارا حامی وناصر ہو۔ آمین!

❁❁❁

فلاح کے تقاضے

(سورۃ الحج کی آخری دو آیات کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں تنظیم اسلامی کے ناظم تعلیم وتربیت محترم خورشید انجم کے یکم فروری 2019ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

مرتب: ابو ابراھیم

محترم قارئین! آج ان شاء اللہ ہم سورۃ الحج کی آخری دو آیات کی روشنی میں فلاح کے حقیقی تقاضوں کا جائزہ لیں گے۔ ان دو آیات مبارکہ میں بڑی جامعیت اور حکیمانہ تدریج کے ساتھ اہل ایمان کو عمل کی دعوت دی گئی ہے کہ وہ لوگ جو ایمان لا چکے ہیں، جو اللہ کو وحدہٗ لاشریک مانتے ہیں، جو نبی کریم ﷺ کو اللہ کا آخری پیغمبر اور رسول مانتے ہیں اور جن کا یہ عقیدہ وایمان ہے کہ یہ دنیا ہمیشہ کے لیے نہیں ہے بلکہ ایک دن آنے والا ہے جب ہمیں اپنے ہر عمل کا حساب دینا ہوگا وہ جان لیں کہ ان باتوں پر صرف ایمان لانا کافی نہیں ہے بلکہ عملی تقاضوں کو بھی پورا کرنا ہے۔ فرمایا:

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْکَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّکُمْ وَافْعَلُوا الْخَیْرَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٧٧﴾﴾ ’’اے ایمان کے دعوے دارو! جھک جاؤ اور سربسجود ہو جاؤ اور اپنے رب کی بندگی کرو اور نیک کام کرو تاکہ تم فلاح پاؤ!‘‘ (الحج:77)

اس آیت میں تین عملی تقاضے بیان کیے گئے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ اگر آخرت کی فلاح چاہتے ہو تو یہ عملی تقاضے پورے کرو۔

پہلا تقاضا: ارکان اسلام میں سے پہلا رکن کلمہ شہادت ہے جس کو پڑھ کر بندہ ایمان لاتا ہے اور ایمان لانے کے بعد اسلام کا پہلا تقاضا نماز ہے۔ یہاں پر بھی نماز ہی مراد لی گئی ہے۔ اسلام اور کفر کے درمیان فرق نماز ہے۔ فرمایا کہ یہ فلاح کی پہلی سیڑھی ہے۔ اگر پہلی سیڑھی پر ہی قدم نہیں رکھا تو پھر آگے جا ہی نہیں سکتے۔ لہٰذا ایمان لانے کے بعد پہلا کام نماز ہے جو فلاح پانے کے لیے لازمی ہے۔

دوسرا تقاضا: اس کے بعد حکم ہوا کہ رب کی عبادت کرو۔ یعنی بندگی اختیار کرو۔ ارکان اسلام عبادات ہیں اور اس سے اوپر عبادت یعنی بندگی ہے۔ عبادات اسی بندگی کو قائم ودائم رکھنے اور مضبوط کرنے میں مدد ومعاون ہوتی ہیں۔ مثلاً نماز دن میں پانچ مرتبہ انسان کو یاددہانی کراتی ہے کہ: ﴿اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۝﴾ ’’ہم صرف تیری ہی بندگی کرتے ہیں (اور کرتے رہیں گے) اور ہم صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں (اور چاہتے رہیں گے)۔‘‘

اسی طرح نفس کے منہ زور گھوڑے کو قابو میں رکھنے کے لیے روزہ کی عبادت ہے۔ یعنی روزہ کا حاصل تقویٰ ہے۔ اس کے بعد زکوٰۃ کی عبادت ہے۔ ہر شخص کے دل میں مال کی محبت ہے۔ اس محبت کو کھرچنے کے لیے زکوٰۃ کی عبادت ہے جو ادا کرنا ہی کرنا ہے۔ اسی طرح حج جامع عبادت ہے جس میں یاددہانی بھی ہے، روزے کی سختیاں بھی ہیں اور زکوٰۃ کی طرح مال کا خرچ کرنا بھی ہے۔ اس کے علاوہ وہاں مختلف ممالک کے لوگ آتے ہیں جن سے مل کر باہمی محبت واخوت کا اسلامی جذبہ پروان چڑھتا ہے۔ نسلی، لسانی اور علاقائی تعصّبات کی جڑ کاٹنے والی چیز حج کی عبادت ہے۔ یہ تمام عبادات رب سے بندگی کے رشتے کو مضبوط ومستحکم رکھتی ہیں لیکن اصل بندگی یہ ہے کہ انسان زندگی کے ہر گوشے میں ہر لمحے اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرے۔ قرآن مجید میں سب سے پہلی دعوت رب کی بندگی اختیار کرنے کی دی گئی:

’’اے لوگو! بندگی اختیار کرو اپنے اُس ربّ (مالک) کی جس نے تم کو پیدا کیا اور تم سے پہلے جتنے لوگ گزرے ہیں (انہیں بھی پیدا کیا) تاکہ تم بچ سکو۔‘‘ (البقرہ:21)

اسی طرح ایک اور جگہ فرمایا:

’’اور میں نے نہیں پیدا کیا جنوں اور انسانوں کو مگر صرف اس لیے کہ وہ میری بندگی کریں۔‘‘ (الذاریات:56)

عبادت سے یہی مراد ہے کہ زندگی کے ہر گوشے میں دلی آمادگی کے ساتھ اپنے رب کی کلی اطاعت کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کو جزوی عبادت قبول نہیں ہے کہ جو چیز اپنے نفس کے لیے آسان لگے تو اسے اپنا لیا اور جو چیز نفس کے، خواہشات کے مطابق نہ ہو تو اسے چھوڑ دیا۔ برادری کا بھرم رکھنا ہے یا عالمی برادری کی خوشنودگی کا تقاضا ہے تو اللہ کے احکام کو چھوڑ دیا۔ یہ چیز اللہ کو اتنی ناپسند ہے کہ اس پر شدید عذاب کی وعید سنائی ہے:

’’تو کیا تم کتاب کے ایک حصے کو مانتے ہو اور ایک کو نہیں مانتے؟ تو نہیں ہے کوئی سزا اس کی جو یہ حرکت کرے تم میں سے سوائے ذلّت ورسوائی کے دنیا کی زندگی میں۔ اور قیامت کے روز وہ لوٹا دیے جائیں گے شدید ترین عذاب کی طرف۔ اور اللہ تعالیٰ غافل نہیں ہے اُس سے جو تم کر رہے ہو۔‘‘ (البقرہ:85)

آج ہماری ذلت ورسوائی اور نکبت کی جو وجہ ہے وہ ہمارے سامنے ہے۔ بقول غالبؔ ؎

ہیں آج کیوں ذلیل کہ کل تک نہ تھی پسند
گستاخی فرشتہ ہماری جناب میں!

علامہ اقبال نے اس کا جواب دے دیا ہے کہ ؎

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہوکر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہوکر

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

’’اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے تھام لو مل جل کر اور تفرقے میں نہ پڑو۔‘‘ (آل عمران:103)

مفسرین نے اللہ کی رسی سے مراد یہاں قرآن لیا ہے۔ لہٰذا اللہ کی بندگی کا تقاضا یہ ہے کہ ہم قرآن کو مضبوطی

سے تھام لیں اور اس کے تمام احکامات پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں۔

تیسرا تقاضا: اُخروی فلاح کا تیسرا تقاضا یہاں یہ بیان ہوا کہ نیکی کے کام کرو۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

((خیر الناس من ینفع الناس)) ''تم میں سے بہترین وہ ہے جو لوگوں کے لیے زیادہ فائدہ مند ہو۔''

یہ خیر اور بھلائی کے کام ہی ہیں جنہیں ہم خدمتِ خلق کے کام کہتے ہیں جیسے بھوکوں کو کھانا کھلانا، ضرورت مندوں کا تن ڈھانپنا، بیماروں کی عیادت کرنا، ان کے لیے دوا دارو کا بندوبست کرنا وغیرہ۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ کسی کے ساتھ خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آنا، مسکراتے چہرے کے ساتھ ملنا بھی صدقہ ہے۔ اگر آپ کے پاس کوئی سائل آتا ہے اور آپ کی حالت ایسی ہے کہ آپ اسے کچھ نہیں دے سکتے لیکن کم از کم ماتھے پر شکنیں تو نہ ہوں بلکہ اس کے ساتھ اچھے طریقے سے پیش آنا بھی بھلائی ہے۔ اگر دے سکتے ہیں تو اچھے طریقے سے دیں تاکہ اس کی عزتِ نفس مجروح نہ ہو۔ یہ سب خیر کے کام ہیں لیکن ان سب سے بڑھ کر بھلائی کا کام لوگوں کو جہنم کی آگ سے بچانا ہے۔ مثال کے طور پر ایک شخص آپ کے پاس آیا اور آپ نے اس کو کھانا کھلا دیا۔ وہ نابینا ہے۔ جب وہ واپس جانے لگا تو آپ نے دیکھا کہ اس کے راستے میں ایک گڑھا ہے۔ اس وقت اگر آپ یہ کہیں کہ میں نے اسے کھانا کھلا کر اپنی ذمہ داری پوری کر دی، اب یہ گڑھے میں گرتا ہے تو گر جائے مجھے کیا۔ تو کیا یہ طرزِ عمل درست ہوگا؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ مروت، شرافت اور بھلائی کا تقاضا ہے کہ آپ اسے زور سے آواز دے کر آگاہ کریں کہ آگے گڑھا ہے، سنبھل جاؤ۔ اسی طرح اگر یہ محسوس ہو کہ اندھا ہونے کے ساتھ بہرا بھی ہے تو پھر انسان بھاگ کر جائے گا اور اسے ہاتھ سے پکڑ کر روکے گا۔ اسی طرح آپ محسوس کرتے ہیں کہ ایک شخص جہنم کے راستے کی طرف جا رہا ہے لیکن اس کے باوجود آپ کہتے ہیں کہ مجھے کیا تو یہ اس کے ساتھ بھلائی تو نہ ہوئی۔ اس حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ: میری اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے آگ جلائی اور پتنگے اور پروانے اس میں گرنے لگے اور یہ شخص انہیں اس سے ہٹا رہا ہے۔ (اسی طرح) میں تمہیں کمر سے پکڑ پکڑ کر آگ میں گرنے سے بچا رہا ہوں لیکن تم میرے ہاتھوں سے نکلے جاتے ہو۔''

لہٰذا بھلائی کا اصل ٹارگٹ یہ ہے کہ جہنم کی آگ سے لوگوں کو بچایا جائے۔ پھر بھلائی کا تیسرا درجہ یہ ہے کہ جو باطل اور استحصالی نظام دنیا میں بھوک، پیاس اور غربت پیدا کر رہا ہے اس کو ختم کرنے کی کوشش کی جائے اور اس کی جگہ وہ نظامِ عدل وقسط قائم کرنے کی کوشش کی جائے جس کے لیے پیغمبران کرامؑ اور رسولوں کو بھیجا گیا۔ فرمایا:

''ہم نے بھیجا اپنے رسولوں کو واضح نشانیوں کے ساتھ اور ہم نے ان کے ساتھ کتاب اور میزان اُتاری تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔'' (الحدید:25)

خدمتِ خلق کے تین درجے ہیں اور یہ تینوں درجے ہمیں نبی اکرم ﷺ کی زندگی میں نظر آتے ہیں۔ پہلا درجہ بعثت سے قبل بہت زیادہ نظر آتا ہے کہ آپؐ غریبوں کی امداد کر رہے ہیں، بیواؤں کی خبر گیری کر رہے ہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے پہلی وحی کے موقع پر یہی کہا تھا کہ آپ ﷺ یتیموں کی سرپرستی کرتے ہیں، بیواؤں کی خبر گیری کرتے ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ تو آپ ﷺ کو تنہا نہیں چھوڑے گا۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ بعثت کے بعد آپؐ لوگوں کو اُخروی خسارے سے بچانے کے لیے ایک ایک شخص کا دروازہ کھٹکھٹا رہے ہیں۔ عکاظ کے میلے میں جا رہے ہیں، حج کے وفود آ رہے ہیں تو ان کے پاس جا رہے ہیں اور پکار پکار کر لوگوں سے کہہ رہے ہیں:

((قولو لاالٰہ الا اللّٰہ تفلحو)) ''یعنی لا الٰہ الا اللہ کہو فلاح پا جاؤ گے۔''

پھر تیسرے درجے میں ہم دیکھتے ہیں کہ:

''وہی تو ہے جس نے بھیجا ہے اپنے رسولؐ کو الہدیٰ اور دینِ حق دے کر تاکہ غالب کر دے اسے کل کے کل دین (نظامِ زندگی) پر خواہ یہ مشرکوں کو کتنا ہی ناگوار گزرے۔'' (التوبہ:33)

دینِ حق سے مراد نظامِ عدل وقسط یعنی نظامِ شریعت ہے جو آپؐ نے جزیرہ نما عرب میں قائم کر کے دکھایا۔ خدمتِ خلق کے یہ تین درجے ہیں اور ان تینوں درجوں میں جو ایمان لانے کے بعد کام کرے گا تو وہی

پریس ریلیز 8 فروری 2019ء

امریکی صدر کا یہ بیان کہ ''17 سالہ افغان جنگ میں امریکہ تھک گیا'' مایوسی اور شکست خوردگی کا اظہار ہے

افغان طالبان کی سپریم پاور کے خلاف اتنی بڑی کامیابی صرف اللہ پر توکل کا نتیجہ ہے

حافظ عاکف سعید

امریکی صدر کا بیان مایوسی اور شکست خوردگی کا اظہار ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی ماڈل ٹاؤن میں اپنے خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کا یہ بیان کہ 17 سالہ افغان جنگ میں امریکہ بھی تھک گیا اور افغان طالبان بھی تھک گئے غیر حقیقت پسندانہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس جنگ میں صرف امریکہ تھکا ہے اور اس کا جانی و مالی نقصان ناقابل برداشت ہو چکا ہے۔ ساڑھے سات لاکھ فوجی نفسیاتی امراض کا شکار ہو چکے ہیں، امریکی افواج میں خودکشی کا گراف بہت بڑھ چکا ہے۔ امریکہ کی تیار کردہ افغان فوج کے پینتالیس ہزار جوان گزشتہ تین سال میں ہلاک ہو چکے ہیں۔ بھارت کا فوجی لحاظ سے اپنی شمولیت سے انکار بھی امریکہ کے خوابوں پر پانی پھیر چکا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ افغان طالبان کا مورال بہت بلند ہے اور ان کی فتح ان شاء اللہ بہت قریب ہے۔ مسلمان خصوصاً حکمران غور کریں کہ واحد سپریم پاور کے خلاف اتنی بڑی کامیابی کا راز کیا ہے۔ وہ صرف اللہ پر توکل اور ایمان ہے۔ اس صورت حال میں افغان طالبان کو اب بھی میدان جنگ ہی پر فوکس کرنا چاہیے۔ امریکہ اور مغرب کی چکنی چپڑی باتوں سے متاثر ہو کر صرف مذاکرات پر انحصار نہ کریں۔ عیار دشمن معمولی سی ڈھیل کا فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ وعدہ خلافی یا وعدے سے مکر جانا اس سے مغرب کی تاریخ بھری پڑی ہے۔ انہوں نے افغان صدر اشرف غنی کی اس ٹویٹ پر کہ پاکستان کے سکیورٹی ادارے خیبر پختون خواہ اور بلوچستان میں شہریوں کے حقوق تلف کر رہے ہیں، تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ ایسا ملک جو ہر وقت دھماکوں کی زد میں رہتا ہے اور جس کی حکومت کی رٹ انتہائی محدود ہو چکی ہے درحقیقت یہ ٹویٹ اس کٹھ پتلی حکومت کی پریشانی ظاہر کرتی ہے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

اُخروی فلاح کا حقدار ٹھہرے گا۔ آگے فرمایا:

﴿وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ﴾ "اور جہاد کرو اللہ کے لیے جیسا کہ اُس کے لیے جہاد کا حق ہے۔" (الحج:78)

یہ چوتھا اور آخری تقاضا ہے۔ پہلی آیت میں تین تقاضے آئے تھے۔ جہاد کے مختلف درجات ہیں۔ سب سے پہلا درجہ اپنے نفس کے خلاف جہاد ہے، شیطان کے خلاف جہاد، پھر بگڑے ہوئے معاشرے کے خلاف جہاد ہے۔ معاشرے میں جو غلط رسوم ورواج ہیں ان کے خلاف جہاد ہے۔ پھر وہ باطل نظام جو رب کی بندگی کے راستے پر چلنے سے روکتا ہے اس کے خلاف جہاد ہے۔ جہاد کا پہلا درجہ بندگی کو قائم کرنے کے لیے ہے۔ دوسرا درجہ نظریاتی سطح پر، دعوت وتبلیغ کی سطح پر دلائل اور براہین کے ساتھ دعوت وتبلیغ کرنا ہے۔ اور تیسرا درجہ ہے کہ:

﴿وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ﴾ (النحل: 125)

"اور بہت ہی اچھے طریقے سے ان سے مناظرہ کرو"

یعنی جو باطل کے دفاع میں ادھار کھائے بیٹھے ہوئے ہیں ان کے ساتھ جدال کرنا بھی جہاد ہے۔ تیسرے درجے کے جہاد کے بھی تین لیولز ہیں۔ پہلا لیول صبر محض ہے۔ جب آپ لوگوں کو حق کی دعوت دیتے ہیں تو بدلے میں آپ کو ایذائیں پہنچائی جاتی ہیں۔ اس وقت آپ نے محض صبر کرنا ہے۔ اس حوالے سے نبی اکرم ﷺ کی مکی زندگی کے احوال ہمارے سامنے ہیں۔ دوسرا مرحلہ اقدام کا ہے جب آپ ﷺ نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ پھر تیسرا مرحلہ تصادم کا ہے جو غزوہ بدر سے شروع ہو کر فتح مکہ تک ہے۔ آگے فرمایا:

﴿هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا﴾ "اُس نے تمہیں چن لیا ہے اور دین کے معاملے میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی۔ تمہارے جدِ امجد ابراہیمؑ کی ملت۔ اُسی نے تمہارا نام مسلم رکھا ہے اس سے پہلے بھی (تمہارا یہی نام تھا) اور اس (کتاب) میں بھی ہے" (الحج:78)

مسلم کا مطلب ہے سر تسلیم خم کرنے دینے والا، اللہ کے احکامات کے آگے گردن جھکا دینے والا۔ جس طرح حضرت ابراہیمؑ نے اللہ کے ہر حکم کے آگے گردن جھکا دی تھی۔ یہی مسلمان کا اصل کام ہے کہ وہ خود بھی اللہ کے سامنے سر تسلیم کر دے اور دوسروں کو بھی اللہ اور اس کے دین کی طرف بلائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور اُس شخص سے بہتر بات اور کس کی ہوگی جو بلائے اللہ کی طرف اور وہ نیک عمل کرے اور کہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔" (حٰمٓ سجدہ:33)

یہی سب سے بہتر عمل ہے اور اس کو کرنے والا سب سے بہتر انسان یعنی مسلمان ہے اور اسی لیے اللہ نے اُمت مسلمہ کو منتخب کیا ہے تا کہ:

﴿لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۚ﴾ "تاکہ پیغمبر تم پر گواہ ہو اور تم لوگوں پر گواہ ہو" (الحج:78)

شہادت کا لفظ شہد، یشہد سے بنا ہے اور اس کے لغوی معنی ہیں حاضر ہونا، مددگار ہونا اور گواہی دینا۔ جیسے سورۃ النساء میں فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ﴾ (آیت:135)

"اے اہل ایمان' کھڑے ہو جاؤ پوری قوت کے ساتھ عدل کو قائم کرنے کے لیے اللہ کے گواہ بن کر خواہ یہ (انصاف کی بات اور شہادت) تمہارے اپنے خلاف ہو یا تمہارے والدین کے یا تمہارے قرابت داروں کے۔"

لہٰذا شہادت علی الناس کا مفہوم ہے لوگوں کے خلاف گواہی دینا۔ یعنی قول اور عمل کے ذریعے لوگوں پر حجت قائم کر دینا تاکہ وہ روز قیامت یہ عذر نہ پیش کر سکیں اور اپنی بے عملی کا جواز پیش نہ کر سکیں اور پھر اس کے ساتھ ساتھ دین کو قائم اور نافذ کر کے بتا دینا بھی شہادت علی الناس ہے جو تمام انبیاء ورسل کا مقصد تھا۔ وہ شہادت علی الناس کی ذمہ داری اب اس امت کے کاندھوں پر ڈال دی گئی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے دین کو قائم وغالب کر کے دکھا دیا اور شہادت قائم کر دی۔ خطبہ حجۃ الوداع میں آپ ﷺ نے فرمایا:

((فلیبلغ الشاھد الغائب)) "پس چاہیے کہ جو لوگ موجود ہیں وہ ان لوگوں تک (دین کو) پہنچائیں جو موجود نہیں ہیں۔"

اس کے بعد صحابہ کرامؓ کا طرزِ عمل ہم دیکھ سکتے جس کے بارے میں اقبال نے کہا تھا کہ:

تھمتا نہ تھا کسی سے سیل رواں ہمارا

یعنی پھر صحابہؓ گھروں میں آرام سے نہیں بیٹھ گئے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر ایک لاکھ سے زائد صحابہؓ تھے۔ صرف چند صحابہؓ کی قبریں جنت البقیع اور جنت المعلیٰ میں موجود ہیں باقی سب کے سب نبی اکرم ﷺ کے مشن کو لے کر پوری دنیا میں پھیل گئے۔ کچھ مصر، شام، عراق میں مدفون ہیں، حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی قبر ترکی میں ہے۔ کیا ان کے گھر بار نہیں تھے؟ کیا ان کے بال بچے نہیں تھے؟ کیا ان کی اور ذمہ داریاں نہیں تھیں؟ لیکن اللہ کے نبی ﷺ نے ان پر جو ذمہ داری ڈالی تھی اس کی تکمیل کے لیے وہ نکلے اور شہادت علی الناس کا فریضہ سرانجام دیا۔

شہادت علی الناس قولی بھی ہے اور عملی بھی ہے۔ قول سے یعنی زبان سے اس دین کی گواہی دینا، دعوت دینا، اس کو دوسروں تک پہنچانا قولی شہادت ہے۔ لیکن عمل کے ذریعے دکھانا کہ یہ ہے ہمارا دین اور یہ اس کی برکات ہیں اصل شہادت علی الناس ہے۔ جو لوگ یہ تقاضے سمجھ جائیں اب ان کی ذمہ داری ہے کہ:

﴿فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ﴾

"پس نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ کے ساتھ چمٹ جاؤ۔" (الحج:78)

اللہ کے ساتھ چمٹنے سے مراد تعلق مع اللہ پیدا کرنا ہے۔

﴿هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿٧٨﴾﴾

"وہ تمہارا مولیٰ ہے' تو کیا ہی اچھا ہے وہ مولیٰ اور کیا ہی اچھا ہے مددگار!" (الحج:78)

وہی اصل مددگار ہے۔ اگر تم اس راستے پر چلو گے تو اللہ کی نصرت تمہارے ساتھ ہوگی۔ یعنی بظاہر تو شہادت علی الناس کا فریضہ نہایت مشکل ہے لیکن تعلق مع اللہ سے یہ مشکل آسان ہو جائے گی اور خود اللہ ہی ہمارا پشت پناہ بن جائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿١٦٠﴾﴾ (آل عمران:160)

"(اے مسلمانو! دیکھو) اگر اللہ تمہاری مدد کرے گا تو کوئی تم پر غالب نہیں آ سکتا۔ اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے (تمہاری مدد سے دست کش ہو جائے) تو کون ہے جو تمہاری مدد کرے گا اس کے بعد؟ اور اللہ ہی پر توکل کرنا چاہیے ایمان والوں کو۔"

کمر ہمت کسنی چاہیے اور اللہ پر توکل کرنا چاہیے۔ نبی اکرم ﷺ نے جو کام اس امت کے حوالے کیا تھا یہ ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ سوچیے کہ کل اگر چین اور بھارت کے لوگ اللہ کے دربار میں کھڑے ہو کر استغاثہ کریں کہ اے اللہ! قرآن ان کے پاس تھا، نہ انہوں نے خود پڑھا ہے اور نہ ہمیں پہنچایا ہے اس موقع پر کیا جواب ہوگا۔ ہماری فلاح اسی میں ہے کہ ہم بحیثیت مسلم جو ذمہ داری عائد کی گئی ہے اسے پورا کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

محکماتِ عالمِ قرآنی

4 ۔ حکمت خیر کثیر است

10 بحر و دشت و کوہسار و باغ و راغ
از بمِ طیارۂ او داغ داغ!

ایسے بے نور علم کے فروغ اور پھیلاؤ سے (جیسا آج مغرب نے پھیلادیا ہے) روئے ارضی کے سمندر، دشت، کوہسار، باغ اور سبزہ زار سب کے سب متاثر ہوتے ہیں اس کے ابتدائی اثرات سے ہی روئے ارضی ڈارون کے انسان نما بندروں کا گہوارہ بن جاتا ہے

11 سینۂ افرنگ را نارے ازو ست
لذتِ شبخوں و یلغارے ازو ست

آج کی فرنگی تہذیب (یورپی اور امریکی عالمی بالادستی) کی سیکولر اور لبرل پالیسیوں کی خدا بیزاری اور انسان دشمنی اسی (بے خدا) علم کی آگ کی وجہ سے ہے اسی بے نور علم کی آگ کی وجہ سے مغرب کو THIRD WORLD کے ترقی پذیر ممالک پر امداد کی آڑ میں حملے (شبخون) اور براہِ راست فوجی مداخلت سے سکون اور لذت ملتی ہے

12 سیرِ واژونے دہد ایام را
می برد سرمایۂ اقوام را!

وہ عالمی حالات کو اس وجہ سے علم کے نام پر جہالت اور ترقی کے نام پر بے لباسی اور عریانیت (بربریت و فحاشی) دے کر الٹی چال چل رہا ہے اور تیسری دنیا سے سرمایہ لوٹ رہا ہے

10 ۔ اے انسان! ایسے بے نور اور انسان دشمن علم (INFORMATION TECHNOLOGY) کے فروغ سے انسانی معاشرہ ہر طرح سے اور ہر طرف تباہی کا منظر پیش کرتا ہے۔ خشکی، سمندر، صحراء، دشت کہسار، سبزہ زار، کھیت، باغ وغیرہ جہاں جہاں انسان بستے ہیں اس انسان دشمن، اخلاق دشمن، ابلیسی اقدار کی ضامن علم کی درسگاہیں اور یونیورسٹیاں بے حیائی اور بداخلاقی کی تربیت گاہیں بن جاتی ہیں۔ ایسے ’کالے علم‘ کے ’کالے اثرات‘ سے ابتداء ہی میں انسانی معاشرے کا امن ’داغ داغ‘ یعنی تباہ ہو جاتا ہے۔ شوہر بیوی سے بیزار، بیوی شوہر سے بیزار، باپ اولاد سے ناراض، اولاد والدین سے تنگ غرض انسانی معاشرہ جانوروں کے باڑہ کی طرح بن جاتا ہے جہاں چند جانور زبردستی ایک باڑ (ENCLAVE) کے اندر ٹھہرے ہوئے ہر موقع پر ان معاشرتی پابندیوں کی باڑ (حلال حرام، جائز ناجائز، صحیح غلط، مثبت منفی کی سوچ) سے آزاد ہونے کی فکر میں (لبرل اور سیکولر بننے) کا خواہش مند اور آرزومند ہوتا ہے اور دلدادہ بن جاتا ہے۔

11 ۔ اہلِ مغرب اور مغرب کے اہل علم حضرات نے جان بوجھ کر یا کسی غیر مرئی مؤثر قوت کے زیر اثر اپنے ہاں علم اور علمی مراکز کو دو تین صدیوں سے غیر محسوس طریقے پر خیر کثیر اور حکمت سے دور کر دیا ہے یعنی مغربی علوم و افکار کو خدا شناسی اور وحی شناسی سے دور کر دیا ہے اب کئی نسلوں پر وہاں کا علم (بیسویں صدی میں) بے خدا اور ساری سائنسی ترقی (جو حقیقتاً خدا شناسی کا زینہ تھا) کو سیکولر اور لبرل کر کے خدا بیزاری کے لق و دق صحراء میں لا کھڑا کیا ہے۔ جہاں اب انہیں نہ آگے جانے کا کوئی قابل اعتماد راستہ ہے اور نہ پیچھے جانے کا۔ ایک صدی قبل مغرب کے علوم و تہذیب کے مٹنے اور زوال کو محسوس کرنے کے لیے علامہ اقبال جیسا عالی دماغ درکار تھا آج زوال کو ہماری عوام کیا مغرب کے لوگ بھی نوشتۂ دیوار کہہ رہے ہیں۔ مغرب کے اس بے خدا علم کی آگ سے آج دنیا میں ہر طرف جنگ ہی جنگ ہے اور علم کو ع

یزداں بکمند آور اے ہمت مردانہ

کی بجائے دنیا میں دو تین ارب انسانوں کو ختم کر کے امن قائم کرنے کا ابلیسی و صہیونی منصوبہ آگے بڑھ رہا ہے اور اس مہیب سازش کے پیچھے کارفرما صہیونیت کا عفریت عنقریب دنیا سے نیست و نابود ہونے والا ہے۔ اس کے بعد کوئی مثبت اور حکمت کی بنیاد پر خداشناسی اور انسان شناسی کے رُخ پر پیش رفت ہو سکے گی۔

12 ۔ افسوس کہ مغرب کے اس بے نور علم، حیوانی تہذیب اور اندھی (بے سمت) درسگاہوں کے فروغ کی وجہ سے عالمی سطح پر انسان نے پچھلے چار ہزار سال میں خدا شناسی اور آسمانی ہدایت کا نور حاصل کیا تھا اس کا رُخ واپس موڑ کر الٹی طرف کر دیا ہے اور گردشِ ایام کو الٹا کر ترقی معکوس کا منظر اہل علم کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ آج انسان فرعونوں، نمرودوں، یونانی علم الاصنام اور رومی ظالمانہ طرز حکومت اور انسان دشمن اور علم دشمن فوجی طاقت کے ساری دنیا کا سرمایہ افواج اور اسلحہ کی خریداری کی نذر ہو رہا ہے۔ مغرب (اور صہیونیت) اس سے اپنی تجوریاں ڈالروں سے بھر رہا ہے۔ مغرب کی حالیہ ترقی نے اپنی بے خدا سائنس اور بے نور علم کی وجہ سے سارا عالمی علمی سرمایہ اور معاشی سرمایہ اپنی برتری کی خواہش پر لٹا دیا ہے۔

آزادیٔ افکار سے ہے ان کی تباہی
رکھتے نہیں جو فکر و تدبّر کا سلیقہ
ہو فکر اگر خام تو آزادیٔ افکار
انسان کو حیوان بنانے کا طریقہ!

علامہ اقبال

افغان جنگ دو ملکوں کی نہیں بلکہ دو نظاموں کی جنگ ہے جو مستقبل قریب میں ختم ہوتی ہوئی نہیں بلکہ بڑھتی ہوئی نظر آتی ہے: ایوب بیگ مرزا

افغان طالبان سے براہ راست مذاکرات سے ثابت ہوتا ہے کہ دنیا نے طالبان کو افغانستان کی واحد نمائندہ قوت تسلیم کرلیا ہے: بریگیڈیئر (ر) غلام مرتضیٰ

اس وقت طالبان کی پوزیشن مضبوط ہے۔ لہٰذا امریکہ کو کمزور پوزیشن میں جو کچھ ملے وہ اس کو قبول کرنا پڑے گا ورنہ مذاکرات کامیاب نہیں ہوں گے: رضاء الحق

امریکہ طالبان مذاکرات اور متوقع نتائج کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام " زمانہ گواہ ہے " میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال : کیا امریکہ نے افغانستان میں 17 سالہ جنگ کے بعد اپنی ناکامی کا نوشتہ دیوار پڑھ لیا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: حقیقت یہ ہے کہ افغانستان سپر پاورز کا قبرستان ہے۔ امریکہ کو یہ بات معلوم تھی کہ اس سے پہلے سوویت یونین اور برطانیہ جیسی سپریم پاورز کا افغانستان میں کیا حشر ہوا۔ لیکن سوویت یونین کو شکست وریخت سے دوچار کرنے کے بعد امریکہ اس زعم میں مبتلا ہوگیا تھا کہ ان کا معاملہ کچھ اور تھا۔ میں جس طرح کی سپریم پاور ہوں ایسی کوئی سپر پاور آج تک دنیا میں نہیں ہوئی۔ لہٰذا سوویت یونین اور برطانیہ اگر ناکام ہوئے تو اپنی غلطیوں اور ناقص منصوبہ بندی کی وجہ سے ناکام ہوئے۔ اور پھر ان کا آس پاس کوئی دوست نہیں تھا۔ جبکہ امریکہ ایک بدمست ہاتھی ہے اس کے ساتھ تو نیٹو کا بہت بڑا اتحاد ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ امریکہ پاکستان میں بھی ایسا بندوبست کرچکا تھا کہ پاکستان کی اسٹیبلشمنٹ اور سیاسی قیادت اس کے راستے میں حائل نہ ہو یعنی دونوں ایک ہوجائیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ مشرف کا آنا بھی امریکہ کے پلان کا حصہ تھا۔ کیونکہ وہ پاکستان میں دو طاقت کے مراکز (عسکری اور سیاسی) دیکھنا نہیں چاہتے تھے اس لیے کہ وہ جانتے تھے کہ اگر یہاں صرف فوج اقتدار میں ہوگی تو ان کا مسئلہ حل ہوجائے گا۔ بہرحال امریکہ اس خیال کے تحت افغانستان میں داخل ہوا کہ میرے جیسا کوئی نہیں۔ لیکن یہ امریکہ کی بدقسمتی تھی اور اللہ کے فضل سے اس روایت کو قائم رہنا تھا کہ افغانستان سپر پاورز کا قبرستان ہے۔ لہٰذا معلوم تو یہی ہو رہا ہے کہ اب امریکہ کی سپرمیسی کا سورج افغانستان میں ہی غروب ہوگا۔ امریکہ بھی یہ محسوس کرچکا ہے ۔ کیونکہ امریکہ کی معاشی صورت حال اس قدر امریکی حکومت پر بوجھ بنی ہوئی ہے کہ امریکہ اب افغان جنگ سے نجات حاصل کرنا چاہتا ہے۔ امریکہ نے اب اس بات کا اندازہ کرلیا ہے کہ افغان طالبان کی مزاحمت جس نوعیت کی ہے چاہے جتنا وقت بھی گزر جائے اس میں کوئی تبدیلی نہیں آنے والی ۔ لہٰذا جتنا وقت بھی گزرے گا اس میں امریکہ کا ہی مالی و جانی نقصان ہوگا۔ اس کی واضح مثال یہ ہے کہ امریکہ کے فوجیوں کی خاصی بڑی تعداد ایسی ہے جو یہاں سے واپس جا کر ذہنی مریض بن چکی ہے۔ اس ساری صورت حال کو دیکھتے ہوئے امریکہ کو اپنی مکمل کامیابی نظر نہیں آتی۔ امریکہ کی مکمل کامیابی تب ہی تھی کہ افغان طالبان کا مکمل صفایا کردیتے لیکن افغان طالبان تو بڑھتے چلے جا رہے ہیں، ان کے زیر کنٹرول علاقہ بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ لہٰذا یہ سب امریکہ کی ناکامی کے آثار ہیں ۔ بہرحال ہمیں یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ امریکہ نے یہ سمجھا تھا کہ اس حوالے سے پاکستان ان کی مکمل مدد کرے گا کیونکہ پاکستان افغانستان کا قریب ترین ہمسایہ بھی ہے، دونوں کا مذہب بھی ایک ہے، پاکستان کے شمالی علاقوں کا کلچر بھی بہت ملتا جلتا ہے۔ پاکستان کی حکومت نے امریکہ کی کافی حد تک مدد کی بھی لیکن پاکستان بالخصوص پاکستانی اسٹیبلشمنٹ محسوس کرتی تھی کہ اگر امریکہ کو افغانستان میں کھلی چھوٹ دے دی گئی تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ کسی وقت بھی افغانستان سے پاکستان کی طرف بڑھے گا لہٰذا پاکستان دہری پالیسی اختیار کرتا رہا کیونکہ اپنے دفاع کے لیے ایسی پالیسی اختیار کرنا پڑتی ہے۔ امریکہ ایک بڑی قوت تھا لہٰذا پاکستان کھلم کھلا اس کے سامنے آ بھی نہیں سکتا تھا لہٰذا وہ ایسے اقدامات کرتا رہا جس سے افغان طالبان مضبوط ہوں اور امریکہ کے مفادات پر زد پڑے۔ امریکہ اب اس بات کو بھی سمجھنے لگا ہے کہ پاکستان بھی مجبور ہے کہ وہ کھل کر امریکہ کی مدد نہیں کرسکتا کیونکہ وہ افغانوں کو اپنا دشمن نہیں بنا سکتا۔ امریکہ کو جو پہلے بات سمجھنی چاہیے تھی وہ مار کھا کر سمجھ آئی ہے ۔ لہٰذا وہ سمجھتا ہے کہ یہ میرے لیے لاینحل مسئلہ ہے اس لیے وہ یہاں سے پسپائی اختیار کر رہا ہے۔

سوال : افغان طالبان کے اعلان کے مطابق امریکہ نے 18 ماہ میں افغانستان سے فوجیں واپس بلانے پر اتفاق کرلیا ہے۔ کیا آپ کو دونوں فریقین کی اس مفاہمت پر عمل درآمد ہوتا نظر آتا ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: ابھی تو صرف اس پر بات چیت شروع ہوئی ہے کہ دونوں فریقین کیا چاہتے ہیں۔ لیکن یہ بھی بہت بڑی کامیابی ہے۔ سیرت النبی ﷺ میں فتح مکہ حتمی کامیابی کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ اس کے بعد ہی عرب میں دین غالب ہوا مگر قرآن میں فتح مکہ کا ذکر واضح طور پر نہیں ہے جبکہ اس سے قبل جو صلح حدیبیہ ہوا اس کو قرآن نے فتح مبین قرار دیا:

﴿ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ① ﴾ (الفتح)

"یقیناً ہم نے آپؐ کو ایک بڑی روشن فتح عطا فرمائی ہے۔"

حالانکہ صلح حدیبیہ میں بعض ایسی شرائط بھی تھیں جو مسلمانوں کو بڑی ہتک آمیز محسوس ہو رہی تھیں کہ ہم نے دب کر صلح کی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس صلح کو فتح مبین کہا ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مشرکین مکہ نے ان مذاکرات کے ذریعے پہلی بار مسلمانوں کو ایک قوت تسلیم کرلیا تھا۔ جبکہ

اس سے قبل وہ مسلمانوں کو کوئی اہمیت دینے کے لیے تیار نہیں تھے۔ اسی طرح امریکہ جب پورا نیٹو کا اتحاد لے کر افغانستان میں آیا تھا تو اس کا خیال تھا کہ ہم چند دنوں میں افغان طالبان کو ختم کر دیں گے۔ لیکن 17 سال گزرنے کے باوجود بھی امریکہ کو کامیابی نہیں ہو سکی اور آج وہ افغان طالبان کی شرائط پر ان سے مذاکرات کرنے پر مجبور ہو چکا ہے۔ کافی عرصہ سے امریکہ کی ضد تھی کہ مذاکرات میں افغان حکومت بھی شامل ہوگی لیکن افغان طالبان کی شرط یہ تھی کہ افغان حکومت ان مذاکرات میں شامل نہیں ہوگی۔ آخر کار امریکہ طالبان کی یہ شرط ماننے پر مجبور ہو گیا ہے جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ دنیا نے افغان طالبان کو ہی افغانستان کی واحد قوت تسلیم کر لیا ہے۔ یہ ایک طرح سے افغان طالبان کی فتح ہے۔ افغان طالبان کا یہ بھی کہنا ہے کہ ہم ان مذاکرات کے لیے اس لیے تیار ہوئے ہیں کہ امریکہ نے یہاں سے جانے کا عندیہ دیا ہے۔ بہرحال یہ مذاکرات ابھی جاری رہیں گے، ان میں کیا کیا شرائط آتی ہیں اور کونسی مانی جاتی ہیں یہ وقت بتائے گا تاہم اٹھارہ ماہ تک انخلاء کی ڈیمانڈ دراصل طالبان کی نہیں ہے بلکہ یہ امریکہ کی خواہش ہے کہ وہ ان مذاکرات کو گھسیٹ کر ڈیڑھ سال تک لے جائے۔

سوال: ان مذاکرات میں دونوں فریقین کی شرائط کیا کیا ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: امریکہ کا ایک مطالبہ یہ ہے کہ انخلاء کے باوجود بگرام اور شوراباک کے دو فوجی اڈے اس کے پاس رہیں۔ جبکہ آپ جانتے ہیں کہ بگرام بیس کیمپ کی حیثیت رکھتا ہے اور اس کو بنانے میں امریکہ نے بہت زیادہ سرمایہ خرچ کیا ہے۔ امریکہ یہ بھی چاہتا ہے کہ محدود سطح پر اس کی فوج موجود رہے جیسے عراق میں ہے۔ میرے خیال میں امریکہ چاہتا ہے کہ جب کبھی ایسے حالات پیدا ہوں کہ اس کے مفادات پر زد پڑے تو وہ بگرام کے اڈے سے اپنی فضائیہ کے ذریعے کارروائی کر لے۔ اسی طرح امریکہ یہ بھی چاہتا ہے کہ افغان حکومت کی کچھ نہ کچھ ساکھ بحال رہے کیونکہ دنیا کے سامنے افغان حکومت کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اسی طرح امریکہ کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ اس کے جانے کے بعد افغانستان کی سرزمین کسی دوسرے ملک کے خلاف استعمال نہیں ہوگی۔ نیز داعش کو وہاں اڈا بنانے کی اجازت نہیں دی جائے گی حالانکہ داعش خود امریکہ کی بنائی ہوئی ہے۔ دوسری طرف افغان طالبان کا پہلا اور اہم ترین مطالبہ یہ ہے کہ تمام غیر ملکی افواج وہاں سے نکل جائیں۔ دوسری شرط یہ ہے کہ امریکہ افغانستان سے نکلتے وقت کسی پڑوسی ملک خصوصاً پاکستان پر حملہ نہیں کرے گا جیسا کہ اس نے ویت نام سے نکلتے وقت کمبوڈیا پر کیا تھا۔ تیسرا مطالبہ ان کا یہ ہے کہ اقوام متحدہ کی قرارداد نمبر 1386 واپس لی جائے جس کی وجہ سے افغان طالبان راہنما دنیا میں کہیں بھی آ جا نہیں سکتے۔ اسی طرح افغان طالبان نے ڈاکٹر عافیہ کی رہائی کا بھی مطالبہ کیا ہے جو ہمارے لیے بہت ہی خوش آئند ہے۔ یہ مطالبہ امریکہ میں قید افغان طالبان نے کیا ہے حالانکہ عافیہ پاکستانی خاتون ہیں۔ یعنی انہوں نے اپنی ذات پر ایک پاکستانی مسلمان خاتون کو ترجیح دی ہے۔ یہ ان کی بہت بڑی قربانی ہے۔ بہرحال یہ فریقین کے مطالبات ہیں۔ اصل مسئلہ وہی ہے کہ امریکہ کی نیت ٹھیک ہو تو پھر یہ مذاکرات نتیجہ خیز ہو سکتے ہیں لیکن مجھے اس کی نیت اچھی نہیں لگتی۔

> ڈاکٹر عافیہ صدیقی نے ایک مکمل اسلامک سسٹم آف ایجوکیشن تیار کیا تھا۔ اگر افغان طالبان کے نظام شریعت میں اسلامی نظام تعلیم بھی شامل ہو جاتا تو امریکہ اور مغرب دنیا کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہتے

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: یو این او کی قرارداد نمبر 1386 نائن الیون کے بعد آئی تھی جس میں کہا گیا تھا کہ افغانستان سے امریکہ پر دہشت گردی کا حملہ ہوا ہے، اسامہ بن لادن نے وہاں پناہ لی ہوئی ہے اور افغانستان دہشت گردی کا گڑھ بن گیا ہے۔ لہٰذا امریکہ کو افغانستان پر حملے کی اجازت دی جائے۔ اب افغان طالبان اس قرارداد کو واپس لینے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ مجھے اس حوالے سے قرآن حکیم کا واقعہ یاد آ گیا۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ کے خواب کی تعبیر بتا دی تھی تو بادشاہ نے کہا تھا:

''بادشاہ نے کہا کہ اُس شخص کو میرے پاس لے آؤ! پھر جب آیا آپ کے پاس ایلچی تو آپ نے فرمایا کہ تم واپس چلے جاؤ اپنے آقا کے پاس اور اس سے پوچھو کہ ان عورتوں کا کیا معاملہ تھا جنھوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے؟'' (یوسف:50)

یعنی جس الزام کے تحت مجھے جیل میں ڈالا گیا وہ الزام ہی غلط ہے لہٰذا پہلے اس معاملے کو کلیئر کر کے آؤ۔ اسی طرح آج طالبان بھی یہی کہہ رہے ہیں کہ مذاکرات تو ہم کر رہے ہیں لیکن آپ نے جو الزام ہم پر لگایا تھا اس کو واپس لو کیونکہ وہ غلط تھا۔ اب امریکہ اگر اس الزام کو واپس لے گا تو پھر نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ کی حیثیت ہی ختم ہو جائے گی۔ کیونکہ اگر طالبان کا مطالبہ مانا جاتا ہے تو پھر اس حملے کا جواز ہی ختم ہو جاتا ہے۔

سوال: کیا امریکہ افغان طالبان کے ساتھ مذاکرات میں سنجیدہ ہے، کہیں جولائی 2019ء کے افغان صدارتی الیکشن کے پُرامن انعقاد کے لیے وقتی پالیسی تو اختیار نہیں کر رہا؟

رضاء الحق: جولائی 2019ء میں جو الیکشن آ رہے ہیں ان کے بارے میں کچھ کہنا قبل از وقت ہے کیونکہ وہ مؤخر بھی ہو سکتے ہیں اور اس کا انحصار اس بات پر ہے کہ یہ مذاکرات کس نہج پر جاتے ہیں۔ اس حوالے سے افغانستان کی تاریخ بڑی اہم ہے۔ امریکہ اور یورپ کی آنکھوں میں افغان طالبان کی حکومت کبھی بھی جچی نہیں ہے۔ وہ مکمل طور پر اس کے خلاف ہیں۔ اس کی بہت ساری وجوہات ہیں۔ سب سے بڑی وجہ یہ ہے جیسے جیسے افغانستان میں اسلامی نظام قائم ہونا شروع ہوا تو اس کے ایسے ثمرات ظاہر ہونا شروع ہو گئے جن کے بارے میں یورپ کا دعویٰ ہے کہ صرف وہی دنیا کو دے سکتا ہے۔ لیکن افغان طالبان نے ماڈل کے طور پر دکھایا کہ نہیں اسلام زیادہ بہتر طور پر دے سکتا ہے اور حقیقت میں دے سکتا ہے۔ مثال کے طور پر پوست کی کاشت افغانستان میں پہلے 97 فیصد ہوتی تھی لیکن جب طالبان کی حکومت آئی تو ملا عمر کے ایک حکم سے اس کی کاشت کم ہو کر صرف تین فیصد تک رہ گئی تھی۔ اسی طرح افغان طالبان نے ایسے تعلیمی ادارے بنائے جن میں طلبہ و طالبات کے لیے علیحدہ علیحدہ تعلیم کا انتظام تھا۔ جو شرائط ہمارے سامنے آ رہی ہیں یہ مین سٹریم میڈیا کے ذریعے آ رہی ہیں لیکن امریکن میڈیا پراپیگنڈہ بھی بہت کرتا ہے۔ بہت ساری ایسی شرائط ہیں جو ہمیں کچھ اور ذرائع سے معلوم ہو جاتی ہیں لیکن ان کو سامنے نہیں لایا جا رہا۔ آپ دیکھیں کہ 1996ء میں جب امریکہ کا صدر بل کلنٹن تھا اس وقت ایک تھنک ٹینک بنایا گیا تھا جس کا نام تھا: Project for New American Century (PNAC) اور یہ 2007ء تک چلا ہے۔ 2007ء میں اس کا بس ایک پرنٹر تھا اور وہ ختم ہو گیا۔ اس تھنک ٹینک میں کنڈولیزا رائس، جان مکین (جو مر گیا ہے) اور وہاں

کے ٹاپ لیول کے Hawks لوگ جو جنگ کو پسند کرتے ہیں وہ شامل تھے۔ انہوں نے پورا ایک روڈ میپ دیا تھا کہ اگلی صدی میں ہم کیا کروانا چاہ رہے ہیں۔ نائن الیون سے پہلے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کے ذریعے قرار دادیں ایسی پیش کروائی گئیں جو خاص طور پر اسلام مخالف تھیں۔ ان میں سے قرارداد نمبر 1368 اور 1373 دہشت گردی کے حوالے سے تھیں اور دہشت گردی کو وہ ہمیشہ مسلمانوں کے ساتھ جوڑتے ہیں جیسا کہ ان قراردادوں میں بھی انہوں نے افغانستان کو دہشت گردی سے جوڑ دیا۔ حالانکہ افغانستان کی طالبان حکومت ایک جائز اور قانونی حکومت تھی۔ ضروری نہیں کہ ووٹ کے ذریعے ہی جو حکومت بنے گی تو جائز اور قانونی ہوگی بلکہ عوام کی حمایت اصل چیز ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ 1988ء سے 1994ء تک وہاں پر مختلف قسم کے وارلارڈز کی حکومت تھی اور وہ آپس میں برسرپیکار رہتے تھے جس کی وجہ سے وہاں پر بہت زیادہ کشت وخون ہوا ہے۔ پھر جب افغان طالبان نے قدم بڑھائے تو لوگوں نے ان کو خوش آمدید کہا۔ یہی وجہ ہے کہ صرف 6 دنوں میں انہوں نے افغانستان کے 95 فیصد علاقے پر قبضہ کر لیا تھا۔ اگر وہاں پر ووٹ کا سسٹم ہوتا تو پھر بھی مقبولیت کی بنیاد پر طالبان کو ہی حکومت میں آنا تھا اور یہی اب بھی ثابت ہو رہا ہے۔ پچھلی عید کے موقع پر افغان طالبان جب باہر نکلے تھے تو لوگوں نے ان کے ساتھ سیلفیاں بنوائیں۔ افغانستان کی تین سو سالہ تاریخ میں افغان طالبان کا دور واحد دور تھا جب افغانستان میں مکمل امن وامان قائم ہوا۔ ایسا امن وامان تھا کہ خواتین زیورات سے لدی پھندی اکیلے سفر کر کے جاتی تھیں لیکن کسی کی ہمت نہیں تھی کہ وہ ان سے زیورات چھین سکے یا میلی آنکھ سے دیکھ سکے۔ لیکن عالمی طاقتیں کسی صورت میں بھی اسلامی نظام کو برداشت نہیں کر سکتیں کیونکہ وہ دنیا پر اپنا نظام مسلط کرنا چاہتی ہیں۔ 1996ء میں مصنف فرانسس فوکویاما نے The End of History کے نام سے کتاب لکھی جس میں اس نے ثابت کرنے کی کوشش کی کہ ہم (امریکہ) سپریم پاور آن ارتھ ہیں اور ہم نے جو نظام دنیا کو دیا ہے وہ سب سے بہتر ہے۔ البتہ 1997ء میں Huntington نے Clash of Civilizations کے نام سے جو پیپر جاری کیا اس میں اس نے کہا تھا کہ ابھی یہ خیروشر کی جنگ ختم نہیں ہوئی۔ اس نے دو تہذیبوں کا تذکرہ کیا تھا لیکن اسلامی تہذیب کو خاص طور پر پوائنٹ آؤٹ کیا تھا۔ اسی لیے سلامتی کونسل کی 1267، 1333 اور 1363 نمبر قراردادیں نائن الیون سے پہلے ہی آ چکی تھیں۔ نائن الیون کے واقعہ میں افغانستان کا کوئی شخص ملوث نہیں تھا۔ انہوں نے یہ بھی کوئی ثبوت نہیں دیا کہ نائن الیون کے واقعہ میں القاعدہ ملوث تھی مگر اس کے باوجود افغان طالبان پر القاعدہ کو پناہ دینے کا الزام لگا کر قرارداد نمبر 1378 پاس کی گئی۔

یعنی ایک فرد جرم عائد کی گئی جو کہ غلط تھی مگر اسی کی بنیاد پر اقوام متحدہ نے افغانستان پر حملے کی اجازت دے دی۔ پھر اس کے بعد انہوں نے قرارداد نمبر 1386 پاس کی کہ اب جبکہ طالبان حکومت کو ہم نے گرادیا ہے لہٰذا ایک عبوری حکومت قائم کرنی ہے اور دارالحکومت اور نواح میں سکیورٹی مہیا کرنی ہے جس کے لیے ایک فورس (ISAF) کی ضرورت ہے۔ اس طرح انہوں نے 48 اتحادیوں کی وہاں موجودگی کا جواز پیدا کیا۔ اسی لیے اب طالبان نے ایک یہ مطالبہ بھی رکھا ہے کہ قرارداد 1378 اور 1386 کو واپس لیا جائے کیونکہ یہ ان تمام قراردادوں کا مجموعہ ہیں جو افغان طالبان کے خلاف بے بنیاد طور پر پاس کی گئی تھیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک بات اور بھی بہت اہم ہے کہ 2001ء میں وائس آف امریکہ نے ملا عمر کا انٹرویو کیا تھا جس میں ملا عمر سے کچھ سوالات کیے گئے تھے کہ آپ پچاس ہزار لوگ ہیں تو آپ کتنی دیر تک امریکہ اور اس کے اتحادیوں کا مقابلہ کر سکیں گے؟ ملا عمر نے جواب دیا تھا کہ ہماری جنگ اللہ کے لیے ہے۔ سوال کرنے والی خاتون نے پھر سوال کیا کہ بش تو کہتا ہے کہ آپ زمین کے لیے لڑ رہے ہیں؟ ملا عمر نے کہا کہ بش کی اپنی ایک سوچ ہے ہم تو اللہ تعالیٰ کے لیے لڑ رہے ہیں۔ جنگ بش نے شروع کی ہے ختم ہماری مرضی سے ہوگی اور امریکہ افغانستان کے بارے میں جان جائے گا کہ یہ زمین گوند کا تالاب ہے۔ یعنی آپ یہاں آ کر پھنس جائیں گے۔ اب آپ دیکھ سکتے ہیں کہ افغان سکیورٹی کی اپنی رپورٹس ہیں کہ 2014ء سے لے کر اب تک افغان سکیورٹی فورسز کے 45 ہزار اہلکار مارے گئے ہیں۔ روزانہ تقریباً 22 امریکیوں کی وہاں پر ہلاکت ہوتی ہے اور تقریباً ساڑھے سات لاکھ امریکی جو واپس گئے جن کو وہ ویٹرنز کہتے ہیں وہ Post-traumatic Stress Disorder (PTSD) یعنی ذہنی امراض کا شکار ہو گئے ہیں۔ امریکہ کی جو پالیسی تھی، جو وہ چاہ رہا تھا اس میں اس کو ناکامی ہوئی ہے۔ اب وہ فیس سیونگ کے نقطۂ نظر سے دیکھ رہا ہے کہ ہمارا یہاں سے انخلاء بھی ہو اور فیس سیونگ بھی ہو۔ یعنی یہ نہ ہو کہ کہیں یہ کہا جائے کہ اتنی بڑی طاقت اتنے سارے اتحادیوں کو اکٹھا کر کے وہاں لے کے گئی اور پھر ناکام ہوگئی۔ اس لحاظ سے یہ کہنا قبل از وقت ہوگا کہ یہ مذاکرات 2019ء کے افغان صدارتی انتخابات پر اثر انداز ہوں گے یا نہیں ہوں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اٹھارہ ماہ میں انخلاء ہوگا جبکہ افغان طالبان کہہ رہے ہیں کہ انخلاء کے بعد ہم فیصلہ کریں گے کہ افغان حکومت کے ساتھ بات کریں یا نہ کریں اور اس کے بعد گورننس کا کیا طریقہ کار ہو گا وہ بھی ہم طے کریں گے۔ آپ اپنا بوریا بستر گول کریں اور جائیں یہاں سے۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: یہ بات آن ریکارڈ ہے کہ ٹرمپ نے عمران خان کو خط لکھا تھا کہ افغان طالبان سے مذاکرات کروانے میں ہماری مدد کریں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ امریکہ نے طالبان کی شرائط پر مذاکرات کیے ہیں۔ پہلے امریکہ کی شرط تھی کہ مذاکرات میں افغان حکومت کو بھی شامل کیا جائے گا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ امریکہ نے طالبان کی یہ بنیادی شرط مان لی کہ افغان حکومت مذاکرات میں نہیں بیٹھے گی۔ طالبان کی اس دوسری شرط کو بھی جزوی طور پر مان لیا گیا ہے کہ امریکہ انخلاء کی بات کرے گا تو ہم مذاکرات کریں گے۔ اب امریکہ کی فیس سیونگ اسی میں ہے کہ وہ کہے کہ ہم نے انخلاء تو کیا ہے لیکن ہم نے اپنی شرائط بھی منوالی ہیں۔ لہٰذا امریکہ کی سب سے بڑی شرط یہی ہوگی کہ افغانستان میں اس کی مرضی کی حکومت بنے۔ لیکن اس حوالے سے بھی طالبان کا موقف یہ ہے کہ پہلے امریکہ یہاں سے جائے تو اس کے بعد ہم دیکھیں گے کہ کس طرح کی حکومت بنانی ہے۔ گویا اب امریکہ کے لیے فیس سیونگ کا بھی کوئی موقع نہیں رہا۔

رضاء الحق: مذاکرات کا ایک مسلمہ اصول یہ ہے کہ وہ ہمیشہ قوی پوزیشن میں کیے جاتے ہیں، کمزور پوزیشن میں نہیں کیے جاتے۔ جبکہ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ عالمی شہرت یافتہ مغربی دانشور بھی اپنے آرٹیکلز میں لکھ رہے ہیں کہ:- "Afghan Taliban have out-maneuvered America in the negotiations" یعنی اس وقت طالبان طاقتور پوزیشن میں ہیں جبکہ امریکہ کی پوزیشن کمزور ہے۔ لہٰذا

امریکہ کو کمزور پوزیشن میں جو کچھ ملے گا وہ اس کو قبول کرنا پڑے گا ورنہ مذاکرات کامیاب نہیں ہوں گے۔

سوال : قطر کے حالیہ مذاکرات میں افغان طالبان نے امریکہ سے پاکستان پر حملہ نہ کرنے کی گارنٹی بھی مانگی ہے۔ کیا پاکستان پر امریکی حملے کا خطرہ موجود ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: امریکہ کی تاریخ بتاتی ہے کہ وہ ویت نام میں اٹھارہ سال لڑتا رہا۔ جب کامیابی نہیں ہوئی تو نکلتے ہوئے فیس سیونگ کے لیے کمبوڈیا کو تہس نہس کر دیا۔ اسی طرح افغان جنگ میں بھی پاکستان اس کا اتحادی تھا اور اس کو کافی سپورٹ بھی کرتا رہا لیکن اس کے باوجود اس نے پاکستان کو مطعون بھی کیا کہ پاکستان نے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا۔ دراصل وہ چاہ رہا تھا کہ پاکستان افغانستان میں جا کر اس کی جنگ لڑے یعنی فرنٹ پر پاکستانی فوج لڑے لیکن پاکستان نے اس کی یہ بات نہیں مانی۔ اس لیے اسے غصہ پاکستان پر تھا اور محسوس یہ ہو رہا تھا کہ وہاں سے نکلتے نکلتے پاکستان کو ٹارگٹ کر سکتا ہے۔ کیونکہ پاکستان اس کا فرنٹ لائن اتحادی تھا لیکن اب امریکی کانگریس نے یہ بل پاس کر دیا ہے کہ پاکستان کو فرنٹ لائن اتحادی کے سٹیٹس سے معزول کیا جائے۔ حالانکہ ابھی بھی پاکستان کے تھرو سپلائی جا رہی ہے۔ یعنی پاکستان ان کی لائف لائن ہے۔ کیونکہ جیوپولیٹیکل صورت حال ایسی ہے کہ پاکستان ان کی ضرورت ہے۔

سوال : اطلاعات کے مطابق طالبان نے امریکہ سے اپنے قیدیوں کی رہائی کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی رہائی کا مطالبہ بھی کیا ہے۔ افغان طالبان کے اس مطالبے کو آپ کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: میری اطلاعات کے مطابق افغان طالبان کو امریکہ کی قید میں موجود ان کے ساتھیوں کی طرف سے یہ پیغام آیا تھا کہ اگر رہائی کا مطالبہ کرنا ہے تو ہمارے بجائے ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی رہائی کا مطالبہ کیا جائے۔ ہمیں ان کے اس جذبے کی قدر کرنی چاہیے۔ یہ اسلامی اخوت کی ایک بہت بڑی مثال ہے، بہت بڑا ایثار ہے جو ان کی طرف سے کیا گیا ہے۔ حالانکہ عافیہ صدیقی تو پاکستانی ہیں وہ کوئی افغانی تو نہیں ہیں۔ اگر چہ یہی کہا جاتا ہے کہ وہ افغانستان میں گرفتار ہوئی تھیں لیکن ہماری معلومات کے مطابق ان کو کراچی سے لے جایا گیا تھا اور بگرام پہنچایا گیا تھا۔

سوال : ڈاکٹر عافیہ کے حوالے سے پاکستانی حکومت کا رول کیسا رہا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے پاکستانی حکومتوں کا رول انتہائی غفلت اور خود غرضی والا رہا ہے جو نہیں ہونا چاہیے تھا۔ عافیہ پاکستانی خاتون ہیں لہٰذا اصل ذمہ داری تو پاکستانی حکومت کی بنتی تھی کہ اس کی طرف سے عافیہ کی رہائی کا مطالبہ کیا جاتا۔ لیکن ابھی تک پاکستان کی طرف سے یہ مطالبہ سنجیدگی سے نہیں رکھا گیا۔ پچھلے دنوں پتا چلا تھا کہ اس حوالے سے امریکی سفیر سے بات ہوئی ہے لیکن جس سنجیدگی اور زوردار انداز سے اور سیاسی لیول پر یہ بات ہونی چاہیے تھی اس طرح نہیں ہوئی۔ افغان طالبان نے یہ بات کی ہے تو ہم ان کی اس بات کی قدر کرتے ہیں۔ امریکیوں کو بھی اس حوالے سے شرم کرنی چاہیے کہ وہ عورتوں کے حقوق کے علمبردار بنتے ہیں لیکن ایک خاتون کے اوپر یہ الزام لگا کر قید کیا ہوا ہے کہ اس نے ہمارے فوجی سے رائفل چھین کر حملہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ ایسا الزام بھی امریکہ کے لیے باعث شرم ہے کیونکہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ امریکی فوجی ایک نہتی عورت سے کمزور تھا۔ پھر 86 سال کی سزا بھی سمجھ سے بالاتر ہے کہ کس قانون کے تحت انہوں نے یہ سزا دی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک جاہلانہ اقدام ہے جو انہوں نے کیا ہے۔ امید ہے کہ افغان طالبان کی مدد سے ڈاکٹر عافیہ کو جلد رہائی مل جائے گی۔ ان شاءاللہ۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: ایک رپورٹ کے مطابق عافیہ صدیقی چونکہ پڑھی لکھی خاتون تھی، پی ایچ ڈی ڈاکٹر تھی لہٰذا وہ افغانستان میں عورتوں کی تعلیم کے حوالے سے ایک پروگرام شروع کرنے والی تھی جو کہ مغرب کے مفاد کے خلاف تھا کیونکہ مغرب دنیا کو یہ باور کرانا چاہتا تھا کہ طالبان عورتوں کی تعلیم کے خلاف ہیں اور انہوں نے عورتوں کی تعلیم پر پابندی لگا دی ہے۔ حالانکہ یہ الزام بالکل غلط تھا۔ وہ صرف مخلوط تعلیم کے خلاف تھے، عورتوں کی تعلیم کے خلاف نہیں تھے۔ عافیہ صدیقی کے تعلیمی پروگرام سے یہ الزام جھوٹا ثابت ہو سکتا تھا۔ بہرحال جب وہ امریکیوں کی قید میں تھی تو اس کے بارے میں کسی کو کچھ معلوم نہیں تھا۔ اس حوالے سے پہلی دفعہ اطلاع ایک برطانوی خاتون صحافی ایون ریڈلی نے دی جو اس وقت طالبان کی قید میں تھی جس نے پھر بعد میں اسلام قبول کیا تھا۔ اس نے بعد میں اس کی رہائی کے لیے بہت کوششیں بھی کی ہیں۔

رضاء الحق: یہ امریکہ طالبان مذاکرات کا چوتھا دور ہے۔ لیکن اصل میں امریکہ 2010ء سے مذاکرات کے لیے کوشش کر رہا تھا۔ اس وقت بھی یہ بات سامنے آئی تھی کہ بگرام کی جیل میں ایک خاتون قید ہے جس کی چیخیں سنائی دیتی ہیں۔ جہاں تک اس پر الزام کی نوعیت کا سوال ہے تو میرے علم میں بھی یہ بات آئی ہے کہ عافیہ صدیقی نے ایک مکمل اسلامک سسٹم آف ایجوکیشن تیار کیا تھا۔ مغربی نظام تعلیم میں ہم بچے کو پلے گروپ سے یا نرسری سے سٹارٹ کرواتے ہیں پھر ماسٹرز تک لے کر جاتے ہیں لیکن ڈاکٹر عافیہ نے یہ پورا پراسس 9 سالوں میں compact کر دیا تھا اور یہ اسلامی طرز تعلیم کے عین مطابق تھا۔ جبکہ یورپین قطعاً اس کے لیے تیار نہیں تھے کہ دنیا میں کسی جگہ ایک مکمل اسلامی نظام تعلیم آ جائے۔ کیونکہ اس وقت طالبان اسلامی شریعت کو نافذ کرنے میں بھی کامیاب ہو رہے تھے، اس میں اسلامی نظام تعلیم بھی شامل ہو جاتا تو پھر امریکہ اور مغرب کہاں کے رہ جاتے۔

سوال : امریکہ مذاکرات میں افغان حکومت کی شمولیت پر بضد ہے جبکہ افغان طالبان افغان حکومت سے براہِ راست مذاکرات میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتے ایسا کیوں ہے؟

رضاء الحق: اس کی بڑی سادہ سی وجہ ہے۔ ساری دنیا جانتی ہے افغان حکومت ایک puppet حکومت ہے۔ puppet حکومت کہیں سے لا کے مسلط کی جاتی ہے جس طرح عراق میں مسلط کی گئی تھی۔ ایسی حکومت کو امریکہ افغانستان کے فیس کے طور پر دکھاتا ہے کہ یہ فیس ہم نے دیا ہے، آپ ان کے ساتھ بیٹھ کر مذاکرات کریں۔ جبکہ افغان طالبان اچھی طرح جانتے ہیں کہ اصل دشمن امریکہ ہے لہٰذا ہمیں مذاکرات بھی اسی کے ساتھ کرنے چاہئیں تاکہ کوئی نتیجہ حاصل ہو، اس کی کٹھ پتلی حکومت سے مذاکرات سے کیا حاصل ہوگا۔ دوسرا یہ کہ افغان حکومت کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے اس کا کنٹرول صرف کابل تک محدود ہے اور اس کے اپنے ہی فوجی اپنے فوجیوں کے خلاف یا امریکیوں کے خلاف حملے کرتے رہتے ہیں۔ ان سے کیا مذاکرات ہو سکتے ہیں لہٰذا مذاکرات تو انہی سے ہو سکتے ہیں جنہوں نے ان کو انسٹال کیا ہے۔ اب امریکہ بھی یہ کوشش کر رہا ہے کہ کسی نہ کسی طرح ہمارے مذاکرات ہو جائیں۔

سوال : امریکہ داعش اور القاعدہ کو دہشت گردی سے روکنے کا مطالبہ افغان طالبان سے کیوں کرتا ہے۔ اسلامی ممالک میں دہشت گردی کو روکنا کیا اسلامی ممالک کے

فوجی اتحاد کی ذمہ داری نہیں؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: امریکہ کا یہ مطالبہ اس وقت وزنی معلوم ہوتا جب داعش امریکہ کے خلاف کوئی کارروائی کرتی۔ جبکہ بنیادی بات یہ ہے کہ وہاں پر داعش اگر ہے بھی تو اس کا طالبان کے ساتھ کوئی گٹھ جوڑ نہیں ہے بلکہ اُلٹا وہ افغان طالبان کے خلاف حملے کرتی ہے اور ایسی اطلاعات بھی ہیں کہ جب داعش کوئی کارروائی کرتی ہے تو امریکہ اس کو cover دے رہا ہوتا ہے۔ اسی طرح القاعدہ کے بارے میں بھی شور سب سے پہلے امریکہ نے ہی ڈالا تھا کہ وہاں پر القاعدہ ہے۔ دنیا نے پہلی دفعہ بش کی زبان سے القاعدہ کا نام سنا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہاں پر اسامہ بن لادن کی موجودگی تھی لیکن اس کو طالبان نے کوئی دعوت دے کر نہیں بلایا تھا۔ اس وقت بھی جب امریکہ نے اسامہ کی حوالگی کا مطالبہ کیا تھا تو طالبان نے امریکہ سے کہا تھا کہ آپ اس کے خلاف ثبوت دیں ہم یہاں پر مقدمہ چلائیں گے۔ لیکن امریکہ نے آ کر سیدھا حملہ کر دیا تھا۔ یعنی طالبان اور القاعدہ کا گٹھ جوڑ بھی محض امریکی پروپیگنڈا تھا۔ ایسا بالکل نہیں تھا کہ افغانستان میں القاعدہ اور طالبان فورسز اکٹھی ہو رہی تھیں اور وہ مل کر دنیا کے خلاف کوئی ایکشن لینے جا رہی تھیں۔ لہٰذا امریکہ کا یہ مطالبہ بھی ایک فیس سیونگ والا ہے۔

رضاء الحق: افغان طالبان کو معلوم ہے کہ مغرب بالخصوص امریکہ بہت زیادہ دھوکہ دہی اور فریب کے ساتھ کام لیتے ہیں۔ چند دن پہلے شام کے حوالے سے امریکہ نے اعلان کیا تھا کہ ہماری جنگ ختم ہوگئی ہے، داعش کو ہم نے شکست دے دی ہے لہٰذا اب ہم یہاں سے واپس آ رہے ہیں۔ لیکن پھر پینٹاگون کے ایک عہدیدار کا بیان آیا کہ نہیں! ہم واپس نہیں آ رہے۔ ایسے میں ان کی کس بات پر اعتبار کیا جائے؟ اسی وجہ سے افغان طالبان ان مذاکرات میں بہت محتاط ہیں۔ ان کے بیانات ایسے نہیں آتے کہ جو امریکہ نے کہا ہم نے قبول کر لیا بلکہ وہ کہتے ہیں کہ ابھی صرف بات چیت شروع ہوئی ہے، فیصلہ ہم بعد میں کریں گے۔

سوال: آپ کے خیال میں کیا افغانستان میں افغان طالبان کا دورِ ثانی شروع ہوا چاہتا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ امریکہ جو مقاصد لے کر افغانستان میں داخل ہوا تھا وہ ان مقاصد کو حاصل کرنے میں بری طرح ناکام ہوا ہے۔ لیکن ہمیں اس غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے کہ بہت جلد افغان طالبان کا دور دوبارہ آنے والا ہے۔ مجھے مستقبل قریب میں ایسا کچھ نظر نہیں آتا۔ کیونکہ یہ صرف افغانستان اور امریکہ کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ دو نظاموں کا معاملہ ہے۔ ایک طرف سرمایہ دارانہ نظام ہے۔ دوسری طرف اسلام کا عادلانہ نظام اس کو چیلنج کر رہا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ چائنہ اور روس کا اس خطے میں جو اثر و رسوخ ہے وہ بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے جو امریکہ کے عسکری مفاد کے لیے بہت بڑا خطرہ ہے۔ لہٰذا میں نہیں سمجھتا کہ امریکہ اتنی جلدی وہاں سے نکل جائے گا بلکہ وہ پوری کوشش کرے گا کہ کسی نہ کسی طرح وہ یہاں موجود رہے چاہے محدود سطح پر ہی رہے۔ ایسی صورت میں کہ امریکہ افغانستان میں رہنے پر بضد رہتا ہے اور افغان طالبان اس کے مکمل انخلاء کا مطالبہ کرتے چلے جاتے ہیں تو مجھے یہ مذاکرات کامیاب ہوتے نظر نہیں آتے بلکہ خطے میں ایک بڑی جنگ کا نقشہ قائم ہوتا ہوا دکھائی دے رہا ہے۔ البتہ اگر وہاں سے امریکہ نکلتا ہے تو پھر ظاہر ہے کہ افغان طالبان کا دورِ حکومت آئے گا اور ہمیں ان سے توقع ہے کہ وہ اسلامی نظام قائم کریں گے جس طرح انہوں نے پہلے وہاں پر شریعت کا نفاذ کیا تھا اور پھر ان کا دورِ ثانی شروع ہو سکتا ہے لیکن یہ ابھی دور کی بات ہے، ابھی اس کے فوری طور پر کوئی امکانات نہیں ہیں۔

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

امیر تنظیم اسلامی کی مصروفیات

(31 جنوری تا 06 فروری 2019ء)

جمعرات (31 جنوری) کو صبح 10 بجے مدیر شعبہ مطبوعات' قرآن اکیڈمی جناب حافظ خالد محمود خضر کی اہلیہ محترمہ کی نمازِ جنازہ میں شرکت کی۔ بعدازاں' قرآن اکیڈمی میں 11:30 سے 2:15 تک تنظیم اسلامی کی مرکزی مجلس عاملہ کا اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس کے بعد تقریباً ایک گھنٹہ ناظم اعلیٰ کے ساتھ تنظیمی امور نمٹائے۔ جمعہ (یکم فروری) کو دوپہر 2:30 بجے قرآن اکیڈمی میں روزنامہ ''جہانِ پاکستان'' کے نمائندے کو انٹرویو دیا۔ اس موقع پر مرکزی ناظم نشر و اشاعت بھی موجود رہے۔ ہفتہ (02 فروری) کو طے شدہ پروگرام کے مطابق' مرکز تنظیم اسلامی ''دارالاسلام'' میں جاری نظریاتی ریفریشر کورس برائے ملتزم رفقاء میں دن 11 تا 12 بجے ''نظم بالا کا مامورین سے تعلق'' جبکہ دوپہر 12 سے 1 بجے تک ''مامورین کا نظم بالا سے تعلق'' کے موضوع پر لیکچر دیے۔

اتوار (03 فروری) کو صبح 10 تا دوپہر 1 بجے قرآن آڈیٹوریم میں تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام منعقدہ ''کشمیر کانفرنس'' میں شریک ہوئے۔ نشست کے آخر میں بحیثیت صدرِ مجلس' تنظیم اسلامی کی طرف سے تمام مہمان مقررین اور حاضرین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے موضوع کے حوالے سے مختصر خطاب بھی کیا۔ اسی شام قرآن اکیڈمی میں جدہ سے آئے تین رفقاء سے ملاقات رہی۔ اس گفتگو میں مرکزی ناظم سوشل میڈیا بھی شریک رہے۔ سوموار (04 فروری) کو قرآن اکیڈمی میں دن 11 سے 1 بجے تک دفتری امور نمٹائے۔ بعد نمازِ ظہر قرآن اکیڈمی میں حلقہ لاہور غربی کی مقامی تنظیم جوہر ٹاؤن کے بزرگ رفیق جناب شوکت حسین کی نمازِ جنازہ کی امامت کرائی۔ بدھ (06 فروری) کو صبح 10:30 تا نمازِ ظہر دارالاسلام میں دفتری امور نمٹائے۔ شام 6 بجے قرآن اکیڈمی میں تحریک خلافت پاکستان کی مجلس عاملہ جبکہ 6:30 بجے خلافت کمیٹی کے اجلاس کی صدارت کی۔ بعدازاں' رات 7 بجے تحریک خلافت پاکستان کے سالانہ اجلاس عام میں شریک ہوئے۔ (مرتب: محمد خلیق)

پائیدار آزادی

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

17 سال قبل امریکہ جس گھن گرج کے ساتھ افغانستان میں اترا تھا، تاریخ کے سارے فراعنہ، نمارد ہ، ہلاکو والے متکبرانہ لب ولہجے یک جا تھے۔ دنیا سہمی سکڑی جا رہی تھی۔ آپریشنز کے نام بھی خوف، ہیبت، کڑک، چمک اپنے اندر لیے ہوئے تھے۔ سب سے پہلے تو یہ افغانستان کو پائیدار آزادی (Enduring Freedom) دلانے کا آپریشن ہوا۔ یہ پہلوٹھی کے آپریشن کا نام تھا۔ انجام کے اعتبار سے یہ مماثلت رکھتا ہے ابوجہل کی دعا سے، جو اس نے جنگِ بدر پر جاتے ہوئے خانہ کعبہ کا پردہ پکڑ کر بڑے مان سے کی تھی: اے اللہ! جو فریق قرابت کو زیادہ کاٹنے والا اور غلط حرکتیں زیادہ کرنے والا ہے اسے تو آج توڑ دے۔ اے اللہ! ہم میں سے جو فریق تیرے نزدیک زیادہ محبوب اور زیادہ پسندیدہ ہے آج اس کی مدد فرما۔ اسی کا جواب غزوۂ بدر میں کفر کو دائماً ابداً دے دیا گیا۔ برسرِ زمین بھی کفر کی سونڈ کو داغ لگا اور قرآنی جواب یہ تھا:

اگر تم فیصلہ چاہتے تھے تو تمہارے پاس فیصلہ آ گیا۔ اور اگر تم باز آ جاؤ تو یہی تمہارے لیے بہتر ہے۔ لیکن اگر تم (اپنی اس حرکت کی طرف) پلٹو گے تو ہم بھی (تمہاری سزا کی طرف) پلٹیں گے، اور تمہاری جماعت اگرچہ وہ زیادہ ہی کیوں نہ ہو تمہارے کچھ کام نہ آ سکے گی۔ (اور یاد رکھو) اللہ مومنین کے ساتھ ہے۔ (الانفال:19)

2001ء میں دنیا میں واحد حقیقتاً آزاد ریاست، امارتِ اسلامیہ افغانستان، جو ایک اللہ کے سوا کسی کی غلام نہ ہونے کی بنا پر بے مثل آزادی کی حامل تھی۔ Enduring یعنی دیرپا، پائیدار دائمی آزادی! دنیا میں بھی اور آخرت میں بے کنار آزادی سے ہم کنار کرنے والی! وہ ایک سجدہ (جو رب تعالیٰ کے حضور ہوتا ہے) ہزار سجدوں، غلامیوں سے آزاد کرتا تھا۔ نہ عوام ملا عمرؒ کے شکنجے میں کسے غلام تھے، نہ ملا عمرؒ عوام کے ووٹوں کے غلام، مرہونِ منت! سب ایک اللہ کی غلامی میں پیشانی رکھ کر، برروئے زمین آزاد ترین قوم تھے۔ محمد ﷺ کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی۔ یعنی شریعت جو آپ ﷺ لائے وہ انسان کو صرف ایک اللہ کا غلام بناتی ہے۔ مغربی جمہوریت انسان پر انسانوں کی حکمرانی ہے۔ خلافت تمام آزاد اور برابر انسانوں پر ایک اللہ کی حکمرانی ہے۔ جس آزادی کو چھیننے کے لیے فوجیں اتریں۔ امریکی، مغربی غلامی میں جکڑنے، نفس پرستی حرص وہوس کی غلامی، مادیت کی غلامی، ڈالر یورو کی غلامی سکھانے کے لیے آزادی کی پُرفریب دجالی اصطلاح کا استعمال کیا گیا۔ سترہ سال یہ آزادی بال کھول کر ناچی بہ زبانِ حال کہتے ہوئے:

مجھے تہذیبِ حاضر نے عطا کی ہے وہ آزادی
کہ ظاہر میں تو آزادی ہے، باطن میں گرفتاری

امریکہ نے 17 سال کھربوں ڈالر لٹائے۔ حیوانیت دنیا کے تمام ہلاکت خیز ہتھیاروں کو لے کر ٹوٹ پڑی نہتے مفلس ترین جنگوں کے مارے عوام پر جو دفاعی اعتبار سے نہتے تھے۔ طاقت کے بل پر عوام کی پسندیدہ حکومت، جس کی محبت وفرمانبرداری میں انہوں نے ملا عمرؒ کے ایک حکم پر قیمتی ترین متاع، افغانوں کا زیور، یعنی ہتھیار حکومت کے حوالے کر دیے۔ پوست کی کاشت ایک حکم پر ختم کر دی۔ پُرسکون، امن آشتی کا گہوارہ افغانستان تلپٹ کر دیا گیا۔ ناقابلِ یقین، محیر العقول فتح دبے پاؤں چلتی طالبان کے حق میں ثابت ہو کر رہی۔ جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔ سو آج امریکی سابق سفیر، ریان کروکر، واشنگٹن پوسٹ میں برملا لکھ رہے ہیں کہ یہ مذاکرات ہتھیار ڈالنے کے مترادف ہیں۔ قرآن کارواں تبصرہ موجود ہے، کھربوں جنگ میں جھونک کر ناکام ونامراد لوٹ جانے پر مجبور کر دیے جانے پر:

''بے شک جن لوگوں نے کفر کیا وہ اپنے مال خرچ کرتے ہیں تاکہ وہ لوگوں کو اللہ کے راستے سے روکیں۔ تو وہ ابھی (اور) مال خرچ کریں گے۔ پھر وہ ان کے لیے باعثِ حسرت ہوگا۔ پھر وہ مغلوب ہو جائیں گے۔ اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ جہنم کی طرف اکٹھے کیے جائیں گے۔'' (الانفال:36)

پوری مغربی دنیا کی معیشت اور سیاست کو یہ جنگ چاٹ گئی۔ صرف امریکہ نہیں، برطانیہ، یورپ سیاسی معاشی افراتفری کا شکار ہے۔ کھربوں ڈالر کے اسلحے نے کرۂ ارض پر ہولناک اثرات مرتب کیے ہیں۔ ہوا، فضا، زمین، پانی زہرناک آلودگی سے بھر گئے۔

''خشکی اور تری میں فساد برپا ہو گیا ہے لوگوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے تاکہ مزا چکھائے ان کو ان کے بعض اعمال کا، شاید کہ وہ باز آ جائیں۔''
(الروم:41)

موسم گرما میں امریکہ یورپ نے اپنے ہاتھوں کا بویا موسم کے ہاتھوں، طوفانی بگولوں، سیلابی ریلوں، قیامت خیز آگ، آتش فشاں کی صورت کاٹا۔ اب دیکھئے تو سردی نے تمام ریکارڈ توڑ ڈالے۔ کئی دہائیوں سے ایسا موسم نہ کسی نے دیکھا نہ سنا۔ قطب شمالی سے شدید سرد ہواؤں کی ٹھنڈک اتر کر امریکہ کی رگوں میں خون جما رہی ہے۔ درجۂ حرارت وسطی مغربی امریکی ریاستوں میں خطرناک حد تک یخ بستگی پیدا کر رہا ہے۔ منفی 6 درجہ سے منفی 34 تک۔ یخ بستہ ہواؤں کی وجہ سے شکاگو والے کہتے ہیں درجۂ حرارت منفی 51 لگ رہا ہے۔ ہزاروں سکول جا بجا بند، دفاتر بند، ریل بند، بجلی بند، ہوائی جہاز بند۔ حتیٰ کہ ڈاک کی سروس بند۔ گھروں میں بند ہو کر بند (برگر) کھایئے! ہدایت ہے کہ باہر نہ نکلیں۔ جانا پڑے تو گہرا سانس نہ لیں۔ بات بھی نہ کریں یعنی منہ نہ کھولیں۔ (دنیا پر گرجنے برسنے والے کی بولتی بند کروا دی)۔ شکاگو میں ریل کی پٹڑی کا عجب منظر ویڈیوز میں ہے۔ جا بجا ٹریک پر آگ لگائی ہے تاکہ جمنے کے عمل سے سکڑ کر پھٹ نہ جائیں۔ یادش بخیر انہوں نے افغانستان میں معرکوں کے جو بے شمار گرجتے نام رکھے ان میں ایک نام پہاڑی برفانی طوفان (Blizzard) بھی تھا، جس کا آج امریکہ کو خود سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ ایک آپریشن کا نام ایوالانچ تھا۔ بڑے برفانی تودے جو پہاڑوں سے نیچے لڑھک کر قیامت ڈھاتے ہیں۔ پہاڑی عزم، پہاڑی شیر۔ یہ نام

اب رکھنے والوں کا منہ چڑا رہے ہیں۔

ٹرمپ کی نکلنے کی بے صبری نے امریکہ کا رہا سہا وقار مجروح کر دیا۔ ایک باعزت انخلا ہی تو اب واحد ضرورت تھی جس کے لیے مذاکراتی منت سماجت تھی۔ ہار کر، شبِ غم گزار کر یوں نکل جانا سہل کب تھا۔ امریکہ کے نکلتے ہی کٹھ پتلی حکومت کی ڈور، دھاگے ٹوٹ جائیں گے۔ سو وہ ابھی سے لرز رہی ہے۔ تیزی سے کنٹرول کھو رہی ہے۔ افغان فوج پست حوصلگی کا شکار ہے۔ اشرف غنی نے طالبانی حلیے میں (ٹائی سوٹ کی جگہ سیاہ پگڑی، شلوار قمیص!) ٹیلی وژن انٹرویو میں پاکستان پر غصہ نکالا ہے۔ ہم پر طالبان کمانڈروں کی پاکستان میں موجودگی اور ان کی مدد کا الزام لگایا ہے۔ عجب بات ہے یہ جانتے ہوئے بھی کہ ملا برادر دس سال پاکستان میں زیرِ حراست رہے۔ اب مذاکرات کی خاطر چند ماہ قبل رہا کیے گئے تو بامعنی مذاکرات ممکن ہوئے۔ اس کے باوجود امریکہ اور اشرف غنی طالبان کی پشت پناہی کا الزام دھر رہے ہیں! ملا ضعیف جو اماراتِ اسلامیہ افغانستان کے سفیر تھے پاکستان میں، ہم نے عالمی سفارتی کنونشنز اور حقوق پامال کر کے جس طرح انہیں امریکہ کے حوالے کیا تھا وہ اخلاقی قباحت کے علاوہ برادر کشی تھی۔ اب امن مذاکرات میں معاونت کرتے ہوئے پاکستان کو تلافیٔ مافات کی فکر ہونی چاہیے۔ امریکہ رخصت ہو جائے گا۔ ہمسائے بدلے نہیں جا سکتے۔ امریکہ کی سہولت کاری میں ہمارے اصولوں، ایمان اور مفادات پر آنچ نہ آئے۔ طالبان سے دشمنی مول لے کر جانا کہاں ہے! وہ جو بھارت جیسے دشمن کے مقابل یوں بھی ہمارا ساتھی ہوگا۔ دنیا میں بہت بڑی تبدیلی آنے کو ہے۔ پاکستان کو ایک بڑے یوٹرن کی ضرورت ہے۔ عمران خان جس کے قائل بھی ہیں۔ ریاستِ مدینہ کا نام لیا ہے تو اب اس میں رنگ بھی بھریں۔ صبغۃ اللہ۔ اللہ کا رنگ! مشرفی یوٹرن سے لوٹ کر اب ایمانی یوٹرن لے کر ایک عظیم ملک کا جو مخنث اس جنگ نے گھڑا تھا اسے واپس لا الٰہ پر لوٹایئے۔ نظریاتی مملکت۔

ایک اہم ترین قرض جو فوج، حکومت اور قوم پر ہے، وہ دہشت گردی کے نام پر ایک اذیت ناک باب کا خاتمہ درکار ہے۔ جبری گمشدگی، لاپتگی اور پولیس مقابلے۔ 17 سالوں کی سٹاک ٹیکنگ ہو۔ جتنے اٹھائے لاپتہ کیے ان کی تمام تر شفاف تفاصیل غمزدہ خاندانوں کو مہیا کریں۔ عقوبت خانوں، انٹرنمنٹ سینٹروں کا خاتمہ کریں۔ سیاہ پردوں کے پیچھے یکطرفہ انصاف (جس پر پشاور ہائی کورٹ نے شدید نوٹس لے کر اسے رد کیا تھا)، شفاف تحقیق کے لیے کھلی عدالتوں میں پیش ہو۔ ذیشان، خلیل خاندان قتل کیس اور نقیب اللہ کیس نے تمام حقائق پر سے پردہ اٹھا دیا ہے۔ اب حکومت پر بھی فرض اور قرض ہے ایسے تمام واقعات کو سامنے لانا۔ امریکہ کی خوشنودی کے لیے دہشت گردی کے نام پر اٹھائے گئے اعلیٰ تعلیم یافتہ (دینی و دنیاوی) بہترین خاندانوں کے چشم و چراغ اور ان جیسے ہزاروں نوجوان اب رہا کیے جائیں۔ جو خدانخواستہ پولیس مقابلوں میں پار کیے ان بارے فہرستیں نام پتے شائع کریں تاکہ آئین اور قانون بالادست ہو۔ لواحقین سکھ کا سانس لے سکیں۔

❀❀❀

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ ''مسجد جامع القرآن گلشن سحر قاسم آباد حیدر آباد'' میں

17 تا 23 فروری 2019ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 022-2106187 / 0300-2168072

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 79-35473375(042)

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ ''قرآن اکیڈمی یاسین آباد کراچی'' میں

21 تا 24 فروری 2019ء (بروز جمعرات نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

مدرسین کورس

(نئے و متوقع مدرسین کے لیے)

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ مدرسین رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 021-34816580-1 / 0333-1241090

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 79-35473375(042)

اگر پاکستان میں اسلامی نظام نافذ ہو جائے تو کشمیریوں کی آزادی میں حائل ہونا بھارت کے لیے مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہو جائے گا: حافظ عاکف سعید

پاکستان اور آزاد کشمیر کی حکومت اور سیاسی قیادت دنیا کو بتائے کہ بھارت کس طرح کشمیریوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ رہا ہے: سید علی گیلانی

جب ہم اسلام کے غلبے کو اپنا مقصد بنائیں گے تو کشمیر اور فلسطین سمیت اُمت کے تمام مسائل حل ہو جائیں گے: اوریا مقبول جان

کشمیریوں کا کیس بڑا مضبوط ہے لیکن وکیل کمزور ہے۔ پاکستان کو جس طرح اس مسئلے کو دنیا کے سامنے اُٹھانا چاہیے تھا اس طرح کوشش نہیں کی گئی: فرید احمد پراچہ

پاکستان کی مسئلہ کشمیر کے حوالے سے بڑی غلطیاں ہیں لیکن سب سے بڑی غلطی اپنے اس اصل نظریہ سے ہٹ جانا ہے جس کی جنگ کشمیری آج بھی لڑ رہے ہیں: ایوب بیگ مرزا

تحریک آزادیٔ کشمیر اپنے آخری مراحل میں ہے اور اس کی کامیابی سے نہ صرف اس خطے پر بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں پر اچھا اثر پڑے گا: حافظ مسعود کمال

بھارت خود تو تمام انسانی حقوق کی کھلم کھلا خلاف ورزیاں کر رہا ہے لیکن اپنی آزادی کی خاطر احتجاج کرنے والوں کو دہشت گرد کہتا ہے: انجینئر مشتاق

کشمیری سفارتی، اخلاقی اور قانونی جنگ جیت چکے ہیں صرف اعلان باقی ہے۔ اس موقع پر دنیا بھر کے مسلمانوں کو ہر سطح پر مسئلہ کشمیر کو اُٹھانا چاہیے: فضل بن محمد

تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام منعقدہ کشمیر کانفرنس سے امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید، اوریا مقبول جان، ایوب بیگ مرزا، انجینئر مشتاق، تیونسی سکالر فضل بن محمد اور حافظ مسعود کمال خطاب کر رہے ہیں۔

تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام کشمیر کانفرنس کے عنوان سے ایک سیمینار زیر صدارت امیر تنظیم اسلامی 3 فروری 2019ء کو قرآن آڈیٹوریم گارڈن ٹاون لاہور میں منعقد ہوا جس میں لوگوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض عبدالرزاق صاحب نے سرانجام دیے۔ پروگرام صبح ٹھیک ساڑھے دس بجے شروع ہوا۔ تلاوت قرآن مجید کی سعادت محترم قاری عبداللہ محمود نے حاصل کی۔ انہوں نے سورۃ التوبہ کی آیات کی تلاوت کی اور ان کا ترجمہ اور تشریح بیان کی۔ اس کے بعد کلیم اللہ شاہ نے نعت رسول مقبول پیش کی۔ سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے جن خیالات کا اظہار کیا ان کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

حافظ عاکف سعید: ہم سب کی یہ آرزو ہے کہ ہم کشمیریوں کی مدد کریں لیکن حقیقی معنوں میں ہم ان کی مدد کرنے کے قابل تب ہوں گے جب اللہ کی مدد ہمارے ساتھ ہوگی۔ جبکہ حقیقت میں ہم پر ابھی اللہ کا عذاب مسلط ہے اور اس کی سب سے بڑی وجہ دین اسلام سے ہماری منافقت ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے منافق کی جو چار نشانیاں بتائی ہیں (جھوٹ، خیانت، وعدہ خلافی، گالم گلوچ) وہ چاروں کی چاروں ہم میں موجود ہیں۔ ہم نے یہ ملک اللہ سے نفاذ اسلام کے وعدے پر لیا تھا مگر 71 سال ہو گئے مسلسل اپنے وعدے سے انحراف کر رہے ہیں۔ اس کی سزا ہمیں ملی، آدھا ملک ٹوٹ چکا ہے لیکن سبق ہم نے پھر بھی حاصل نہیں کیا اور اللہ کے دین کا ساتھ دینے کی بجائے ہم نے اللہ کے دین کے دشمنوں کا ساتھ فرنٹ لائن اتحادی بن کر دیا۔ نتیجہ میں ہم پر اللہ کی طرف سے سخت ترین عذاب مسلط ہے۔ معاشی طور پر ہم امریکہ ومغرب کے غلام بن چکے ہیں، ملک بدترین حالات سے دوچار ہے۔ ہم اس عذاب سے چھٹکارا تب ہی پا سکتے ہیں جب ہم اللہ اور اس کے دین سے منافقت کی روش ترک کر کے حقیقی معنوں میں نفاذ اسلام کی کوشش کریں گے۔ تب اللہ کی مدد بھی آئے گی اور ہم کشمیریوں کی مدد بھی کر سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں واضح فرما دیا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝﴾ ''اے اہل ایمان! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور وہ تمہارے قدموں کو جما دے گا۔'' (محمد: 7)

اللہ کو کسی کی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ چاہے تو پوری دنیا پر دین کو غالب کر دے مگر یہ ہمارا امتحان ہے کہ ہم دین کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں؟ طالبان افغانستان اللہ اور اس کے دین کے ساتھ مخلص تھے تو ان کو پوری دنیا کی طاقتوں پر فتح حاصل ہو رہی ہے۔ اگر ہم بھی مخلص ہو جائیں تو اللہ کی مدد آ سکتی ہے۔ لہٰذا حقیقی معنوں میں ہم کشمیریوں کی مدد تب ہی کر سکیں گے جب ہم پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنائیں گے۔ کیونکہ پاکستان اور کشمیر میں لا الٰہ الا اللہ کا رشتہ ہے۔ اگر پاکستان میں اسلامی نظام نافذ ہو جائے تو کشمیریوں کی

آزادی میں حائل ہونا بھارت کے لیے مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہو جائے گا۔ لہٰذا کشمیریوں کی اصل مدد یہ ہے کہ ہم پاکستان کو حقیقت میں اسلامی فلاحی ریاست بنائیں۔

سید علی گیلانی: کل جماعتی حریت کانفرنس کے چیئرمین جناب سید علی گیلانی نے اپنے آڈیو پیغام میں کہا کہ میں حریت کانفرنس کی قیادت کی جانب سے اور تمام کشمیریوں کی جانب سے پاکستان اور آزاد کشمیر کی حکومتوں اور سیاسی قیادتوں اور تمام پاکستانیوں کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے کشمیریوں کے ساتھ ایک بار پھر یکجہتی کا اظہار کیا۔ میں پاکستان اور آزاد کشمیر کی حکومت اور سیاسی قیادت سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ دنیا کو بتائیں کہ بھارت کس طرح کشمیریوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ رہا ہے اور جابرانہ ہتھکنڈوں سے آزادی کی تحریک کو کچلنے کی کوشش کر رہا ہے۔ انہوں نے تمام دنیا کے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ کشمیر کے مسئلے کو ہر سطح پر اُٹھائیں۔ بھارت ہم پر ظلم کر رہا ہے لیکن نہ تو ہم تھکے ہیں اور نہ جھکے ہیں اور ان شاء اللہ ہم آزادی کی یہ تحریک اسی طرح جاری رکھیں گے جب تک کہ ہمیں ہمارا پیدائشی حق مل نہیں جاتا۔

اوریا مقبول جان: کوئی بھی اسلامی تحریک قومی سرحدوں کو بنیاد بنا کر کامیاب نہیں ہو سکتی۔ جب ہم اسلام کی خاطر اُٹھیں گے تو کشمیر اور فلسطین سمیت اُمت کے تمام مسائل حل ہو جائیں گے۔ جہاد صرف کشمیر کے لیے نہیں ہے بلکہ جہاد اسلام کے لیے ہونا چاہیے۔ ہم 71 سال سے کشمیر کی جنگ لڑ رہے ہیں لیکن ناکامی کا منہ دیکھ رہے ہیں جبکہ افغان طالبان نے 17 سال میں جنگ جیت لی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ہم اقوام متحدہ کی قراردادوں کو رو اور پیٹ رہے ہیں جبکہ افغان طالبان نے اللہ پر بھروسا کر کے نظام شریعت کے لیے جنگ لڑی ہے۔ ہمارا پیدائشی حق وہ نہیں ہے جو اقوام متحدہ مقرر کرے بلکہ ہمارا پیدائشی حق ہدایت ہے۔ ہمیں اللہ سے ہدایت کی دعا کرنی چاہیے اور اللہ کے رسول ﷺ کی دی ہوئی ہدایت کے مطابق جہاد کا راستہ اختیار کرنا چاہیے اور ہمارا مقصد اللہ کی رضا ہونا چاہیے۔ تب ہی ہمیں کامیابی مل سکتی ہے۔

فرید احمد پراچہ: ہم تنظیم اسلامی کے شکر گزار ہیں کہ اس نے کشمیر کانفرنس کا اس دن انعقاد کیا جب بھارت کے درندے اور گجرات کے قاتل مودی کا دورہ کشمیر ہے۔ 5 فروری کا دن مرحوم قاضی حسین احمد نے کشمیریوں سے اظہار یکجہتی کے طور پر منانا شروع کیا تھا۔ کشمیر میں روز ریفرنڈم ہو رہا ہے، کشمیری روز اپنے خون سے استصواب کر رہے ہیں کہ ہم پاکستان کا حصہ ہیں۔ وہ پاکستان کے لیے قربانیاں دے رہے ہیں، پاکستانی پرچم لہراتے ہیں اور شہیدوں کو پاکستانی پرچم میں دفناتے ہیں، ان کی گھڑیاں پاکستانی وقت کے مطابق ہیں۔ دنیا میں کہیں بھی فی مربع کلومیٹر اتنی فوج نہیں ہے جتنی کشمیر میں بھارتی فوج ہے۔ لیکن اس کے باوجود کشمیری تھکے نہیں۔ کشمیریوں کا کیس بڑا مضبوط ہے لیکن وکیل کمزور ہے۔ پاکستان کو جس طرح اس مسئلے کو دنیا کے سامنے اُٹھانا چاہیے تھا اس طرح کوشش نہیں کی گئی۔

ایوب بیگ مرزا: سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے تنظیم اسلامی کے مرکزی راہنما ایوب بیگ مرزا نے کہا کہ پاکستان نے مسئلہ کشمیر کے معاملے میں بہت بڑی غلطیاں کی ہیں اور ان میں سے بھی سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ پاکستان اپنے اس اصل نظریہ سے ہٹ گیا ہے جس کی جنگ کشمیری آج بھی لڑ رہے ہیں۔ قیام پاکستان سے قبل مسلم لیگ نے کانگریس کو یہ تجویز پیش کر کے پہلی غلطی کی کہ ریاستوں کے راجے فیصلہ کریں گے کہ وہ کس کے ساتھ الحاق کریں گے۔ شاید مسلم لیگ کی نظر دولت سے مالا مال ریاست حیدر آباد پر تھی لیکن وہ بھول گئے کہ کشمیر کا راجہ ہندو ہے جبکہ اکثریت مسلم آبادی پر مشتمل ہے۔ اس غلطی سے کشمیر کا اپنے ساتھ الحاق کرنے میں بھارت کو موقع مل گیا۔ اس کے بعد 1948ء میں پاکستان نے اقوام متحدہ کے جھانسے میں آ کر دوبارہ غلطی کی جب قبائلی کشمیر کو آزاد کراتے ہوئے جموں کے ہوائی اڈے تک پہنچ گئے تھے مگر پاکستان نے کشمیر کی جیتی ہوئی جنگ مذاکرات کی میز پر ہار دی اور رائے شماری کے نام پر ہندو کے دھوکے میں آ گیا۔ اس کے بعد 1962ء میں بھارت چین جنگ کے دوران چین نے پاکستان کو مطلع کیا کہ بھارت کشمیر خالی کر چکا ہے آپ کو وہاں واک اوور مل جائے گا مگر پاکستان نے امریکہ کے جھانسے میں آ کر یہ موقع بھی ضائع کر دیا۔ اس کے بعد 1965ء میں بغیر کسی تیاری اور منصوبہ بندی کے دراندازی کر کے کشمیر کے معاذ پر شکست کھائی اور کشمیر ہاتھ سے نکل گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ہماری سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ ہم نے جس نظریہ کی بنیاد پر یہ ملک حاصل کیا تھا، اس کے نفاذ میں ہم منافقت سے کام لے رہے ہیں۔ اگر پاکستان میں اسلامی نظام نافذ ہو جاتا تو کشمیر پکے ہوئے پھل کی طرح پاکستان کی جھولی میں آ گرتا۔

حافظ مسعود کمال: کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے جماعۃ الدعوۃ کے مرکزی راہنما جناب حافظ مسعود کمال نے کہا کہ ہم تنظیم اسلامی کے راہنماؤں کو مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی روایت کو قائم رکھتے ہوئے تحریک آزادی کشمیر کے حوالے سے پروگرام کا انعقاد کیا۔ تحریک آزادیٔ کشمیر میں حصہ لینا 4 حوالوں سے فرض ہے۔ (1)۔ کشمیریوں کی مدد کرنا غزوۂ ہند میں حصہ لینا ہے اور غزوۂ ہند کی فضیلت احادیث میں بیان ہوئی ہے کہ وہ گروہ جو ہند کے خلاف جہاد کرے گا اس پر جہنم کی آگ حرام ہے۔ (2)۔ قرآن میں حکم ہے کہ جو معاہدے کو توڑے اس کے خلاف قتال کرو۔ بھارت نے کشمیر کے معاملے میں ہمیشہ معاہدوں کی خلاف ورزی کی (3)۔ اللہ کا حکم ہے کہ جب تمہارے بھائیوں کو قتل کیا جائے، ان کی عورتوں کی عزتیں لوٹی جائیں تو جہاد تم پر فرض ہو جاتا ہے۔ (4)۔ قرآن میں ہے کہ جب تم کافروں کے نرغے میں آ جاؤ تو تم پر جہاد فرض ہے۔ ان چار حوالوں سے جہاد کشمیر فرض کے درجے میں آتا ہے۔ تحریک آزادیٔ کشمیر اپنے آخری مراحل میں ہے اور اس کی کامیابی سے نہ صرف اس خطے پر بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں پر اچھا اثر پڑے گا۔

انجینئر مشتاق: حریت کانفرنس کے نمائندے جناب انجینئر مشتاق نے اس موقع پر کہا کہ بھارت خود تو تمام انسانی حقوق کی کھلم کھلا خلاف ورزیاں کر رہا ہے لیکن اپنی آزادی کی خاطر احتجاج کرنے والوں کو دہشت گرد کہتا ہے۔ کاش پاکستان میں اسلام آ چکا ہوتا تو تحریک آزادی کشمیر کو مزید چار چاند لگ جاتے۔ ہمیں تحریک کے خلاف سازشوں کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ فتح ہوگی مگر وقت لگے گا لیکن اس کے لیے ہمیں اللہ کا فرماں بردار بننا ہوگا۔ تنظیم اسلامی کا بہت بہت شکریہ کہ اس موقع پر اس کانفرنس کا انعقاد کر کے دنیا تک کشمیریوں کا پیغام پہنچایا۔

فضل بن محمد: کانفرنس میں تیونس کے سکالر جناب فضل بن محمد نے کہا کہ کشمیری سفارتی، اخلاقی اور قانونی جنگ جیت چکے ہیں صرف اعلان باقی ہے۔ اس موقع پر دنیا بھر کے مسلمانوں کو ہر سطح پر مسئلہ کشمیر کو اُٹھانا چاہیے۔ کشمیر کی آزادی کی تحریک قیام پاکستان سے بھی پہلے شروع ہوئی تھی۔ اس کا آغاز جولائی 1931ء میں ہوا۔ یہ ظلم کی ایک ایسی داستان ہے جس کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ تقسیم کے بعد اس ظلم میں مزید اضافہ ہوا۔ ہیومن رائٹس کے مطابق کشمیر میں اب تک سوا لاکھ افراد شہید ہو چکے ہیں۔ 30 ہزار عصمتیں لٹ چکی ہیں۔ سوا لاکھ گھر گرائے جا چکے ہیں۔ اب تو نہ صرف عالمی مبصرین مطالبہ کر رہے ہیں کہ کشمیریوں کو آزادی دی جائے۔ بلکہ خود بھارت کے اندر سے ایسی آوازیں سنائی دے رہی ہیں لہٰذا کشمیر جلد آزاد ہوگا۔ ان شاء اللہ

US Forces helping ISIS commanders escape from Taliban prison in Afghanistan

A large number of prisoners, all of them senior members of Daesh (also ISIS or ISIL) terrorist group, broke out of a Taliban prison in northwest Afghanistan after US troops helped them escape through a covert operation.

According to Tasnim dispatches, American forces operating in Afghanistan carried out a secret military operation in the northwestern province of Badghis three weeks ago and helped the Daesh inmates escape the prison.

The report added that 40 Daesh ringleaders, all of them foreigners, were transferred by helicopters after American troops raided the prison and killed all its security guards.

Abdullah Afzali, deputy head of Badghis provincial council, confirmed the news.

Informed sources have given a detailed account of the US operation to rescue the Daesh forces and the developments that helped Americans pinpoint the location of the prison in the mountainous areas.

Aminullah, a man from Uzbekistan, was one of the Daesh commanders held captive in the Taliban prison. His success to escape from the prison led to the dismissal of the Taliban prison guard and his punishment.

Aminullah was one of the prominent Daesh leaders in northern parts of Afghanistan.

Informed sources suggest that the Uzbekistani national had established close contact with the American military forces since the early days of moving to Afghanistan.

Americans used to employ Aminullah as an undercover among the Afghan Taliban to acquire information for carrying out operations against the Afghan Taliban in northern Afghanistan.

That is while, before Aminullah's escape from the Taliban prison, the American forces had launched an extensive intelligence operation using drones to locate the Afghan Taliban prison in which the Daesh forces were being held, but their failure to get any useful information had created a sense of humiliation among Americans.

The informed sources say Aminullah made contact with Americans immediately after escaping from the prison, let them know about the exact location of the jail, and helped them plan a rescue operation.

Thereafter, the US forces analyzed the geographical position of the 'Panjboz' village and the Afghan Taliban prison and decided to carry out an aerial and "heliborne" operation to release the Daesh inmates, considering the number of the Afghan Taliban fighters and that the region was inaccessible by road.

Finally, the US launched an attack on January 13 by bombing the areas around the prison and killing a number of the Afghan Taliban forces. Afterwards, the American helicopters were dispatched to the operation zone and disembarked troops who killed the prison

guards, released the Daesh forces and took them away on board the choppers.

Afghan Taliban forces had earlier captured the Daesh forces in Panjboz village after heavy clashes with Daesh terrorists.

In one of the videos received by Tasnim, one of top Taliban commanders introduces a number of Daesh's foreign memebers and their nationality.

It was not the first time that American forces helped the Daesh forces. During the armed clashes between the Taliban and the Daesh terrorists in western Afghanistan, the US forces repeatedly bombed the Taliban positions and transferred prominent Daesh figures, including local leader Mullah Nangiyali, with copters to the military bases.

Consider the irony… On the one hand a major condition put forth by Zalmay Khalilzad, the Special Representative of the United States for Afghanistan Reconciliation, in the peace negotiations with the Afghan Taliban (Doha process) is that the Afghan Taliban would not "allow" terrorist groups like Daesh to attack Western interests in the future, yet the same Daesh is being supported and nurtured by the United States in Afghanistan itself.

Is that not deception and treachery at its worst?

<u>Source</u>: ***Adapted from an article published by the Centre for Research on Globalization***

ضرورت رشتہ

☆ لاہور کی ہاشمی فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 25 سال، تعلیم ایم فِل کے لیے دینی مزاج کے حامل پڑھے لکھے، باروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ لاہور کے رہائشی قابلِ ترجیح، راولپنڈی، اسلام آباد کے رہائشی خاندان بھی رابطہ کرسکتے ہیں۔

برائے رابطہ: 0300-4009979 , 0300-4001177

☆ اسلام آباد میں رہائش پذیر قریشی خاندان کو اپنی کنواری بیٹی، عمر 39 سال، قد 5 فٹ 5 انچ، سکول ٹیچر کے لیے ہم پلہ برسرروزگار رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی قید نہیں۔

برائے رابطہ: 0345-5209789

رفقاء متوجہ ہوں

''قرآن اکیڈمی یاسین آباد کراچی'' میں

23 فروری تا یکم مارچ 2019ء (بروز ہفتہ نماز عصر تا جمعۃ المبارک 12:00 بجے)

مبتدی و ملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں مندرجہ ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔

رفقاءِ اِن موضوعات پر دستیاب مواد کا مطالعہ کرکے تشریف لائیں:

☆ جہاد فی سبیل اللہ ☆ اسلام کا انقلابی منشور

اور

یکم تا 03 مارچ 2019ء (بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار)

امراء و نقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے،

زیادہ سے زیادہ رفقاء اور امراء و نقباء متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 021-34816580-1 / 0333-1241090

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 79-35473375(042)

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْن — دعائے مغفرت

☆ حلقہ لاہور غربی، جوہر ٹاؤن کے بزرگ رفیق شوکت حسین وفات پا گئے۔

☆ منفرد اسرہ شاہ کوٹ کے نقیب محترم ڈاکٹر غلام دستگیر کی والدہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0321-7642815

☆ حلقہ کراچی وسطی، گلزار ہجری کے ناظم بیت المال جناب محمد طاہر کی بہن وفات پا گئیں۔ برائے تعزیت: 0333-3313221

☆ مقامی تنظیم چوہنگ کے ملتزم رفیق خادم حسین محمدی کی ہمشیرہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0300-9479048

☆ حلقہ جنوبی پنجاب، ممتاز آباد کے رفیق جناب آفتاب یٰسین کے ماموں وفات پا گئے۔ برائے تعزیت: 0300-9636193

☆ حلقہ کراچی جنوبی کی مقامی تنظیم کلفٹن کے مبتدی رفیق جناب مختار احمد وفات پا گئے۔

☆ نیو ملتان کے رفیق تنظیم محترم ظفر اقبال کے سسر وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0301-2007016

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

Vol: 28 Regd. No. C.P.L NO.114 No.7

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore